رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیب النسواں

قیمت سالانہ پیشگی مع محصولڈاک عہ

جو ایک شریف بی بی نے لڑکیوں کے لئے جاری کیا

جلد ۱۶	لاہور شنبہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۳ء	نمبر ۱۲

تہذیب نسواں

لاہور ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ

فہرست مضامین

عورت کا ایثار . . . مسز عزیز الدین . . ۱۳۷

عید میلاد . . . . . اہلیہ خواجہ سراج الدین ۱۳۹

تعلیم کا اُلٹا اثر . . . . و-ب ۱۴۰

بُری رسموں کی اصلاح - ہمشیرہ مظہر مقبول ۱۴۲

جشن صحت . . . . بنت سید محمد . . ۱۴۳

خدیجہ خانم . . . . قمر النساء . . ۱۴۴

بلقان فنڈ . . . . سید ممتاز علی ۱۴۶

محفل تہذیب ۱۴۷

تبرکات اسلامی مفت

تحفۂ محمدیہ رسالہ ماہوار محض تائید دین اسلام و درستی اخلاق نسواں اہل اسلام کے لئے اخلاق محمدیہ کا پہلو لئے ہوئے شہر میرٹھ سے شایع ہوتا ہے۔ جس میں توحید و سنّت کے متعلق دلچسپ مضامین علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ مذہبی باتیں۔ آداب معاشرت انتظام خانہ داری۔ طریق تربیت و حفظ صحت کے متعلق مفید ہدایتیں۔ قرآن شریف کی عظمت اور خوبیاں۔ مقدس خاتونانِ اسلام کی سوانح عمریاں نعتیہ کلام۔ پند و نصائح وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ جس کا چندہ سالانہ بمد پیشگی عہ ہے۔ جو صاحب خریداری منظور فرما کر چندہ سالانہ پیشگی بذریعہ

Taj Tahir Foundation

وی پی وصول کرنے کی اجازت دیں گے۔ اُن کو ایک جلد حمایل شریف خوشنما اعلےٰ درجہ کی معہ نقشہ مکّہ معظّمہ جس میں ۲۳ نقشے دیگر مقامات متبرّکہ مثل کربلای معلّی و نجف اشرف و بیت المقدس و بغداد شریف و مدینہ منوّرہ شامل ہیں۔ بذریعہ وی پی ہمراہ پارسل مفت روانہ ہوں گے۔ خرچہ پارسل و فیس منی آرڈر وغیرہ ۴؍ ذمہ خریدار ہے۔ کل عہ؍ کا ویلو روانہ ہوگا۔ وہ کون سا مسلمان ہے جس کو ان متبرّک مقامات کی زیارت کا شوق نہ ہو۔ جس کا نظارہ موجب حسنات دارین ہے جس کی جھلک سے چشم ناظرین کو حیرت ہوتی ہے۔ چونکہ ہم کو عالمگیر اشاعت منظور ہے اس وجہ سے تبرّکات مفت دیتے ہیں۔ سال بھر تک پرچہ دیکھیے۔ اور تبرّکات مفت میں حاصل کیجیے۔ اگر آپ کے دل میں کچھ بھی جوش مذہبی و ہمدردی اسلام باقی ہے۔ تو بہت جلد ذیل کے پتہ پر درخواست خریداری روانہ فرماویں۔ حضرت قاضی مولوی شاہ محمد فاضل چشتی قادری رئیس میرٹھ

(اڈیٹر تحفہ محمدیہ شہر میرٹھ)

ہر ماہ میں کئی ہزار پونڈ فروخت ہوتا ہے

تمباکو خوردنی

نہایت عمدہ خوشبودار زردہ ہمارے کارخانہ سے طلب کیجیے

قیمت فی پونڈ درجہ اول للے؍

قیمت فی پونڈ درجہ دویم عاَ

" " سویم عـ۸؍

(نوٹ) فرمائش نامہ میں حوالہ اخبار ضرور ہونا چاہیے

المشتہر

مینیجر تمباکو خوردنی امروہہ ضلع مرادآباد

فہرست کُتب

یہ کتابیں دفتر تہذیب نسواں لاہور سے نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ وی پی روانہ ہو سکتی ہیں:-

نیرنگ خیال شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد کی مشہور کتاب تمثیلی مضامین اور انشاء پردازی نہایت عمدہ لکھائی چھپائی۔ کاغذ ولایتی صفحے ۱۱۷۔ قیمت ۷؍

معجزات محمدیہ۔ حدیث کی کتابوں میں سے معجزات منتخب کئے گئے ہیں۔ پھر انہیں باب وار مرتّب کیا گیا ہے۔ قیمت ۷؍

تحقیق جلیل۔ ترجمہ اسرار التنزیل حضرت امام فخر الدین رازی کی کتاب کا ترجمہ۔ علوم دین خدا تعالےٰ کی ہستی کے دلایل۔ رُوح انسانی وغیرہ کے مباحث میں نایاب کتاب۔ صفحہ ۱۸۶ ۹؍

ایامی۔ بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کی ضرورت ایک بہت دلچسپ قصّے کے پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ از شمس العلماء مولوی نذیر احمد خاں ۱؍

تحفہ خواتین۔ مرحومہ میمونہ بیگم گورکھپوری کا

عورت کا ایثار

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۹)

مگن داس کو جو مزہ اُن جوار کی روٹیوں میں آتا تھا۔ وہ کبھی نعمتوں کے خوانِ لطیف میں بھی نہ آیا تھا + اُسے ہمیشہ اپنی کوٹھڑی صاف ستھری ملتی۔ نہ جانے کون اُس کا بسترہ بچھا دیتا۔ کیا یہ رمبا کی عنایت تھی۔ اُس کی نگاہیں کیسی شرمیلی تھیں۔ اور اُس کی آواز کیسی میٹھی تھی + اس کی ہنسی کی آواز کبھی مگن داس کے کان میں نہ آئی تھی + مگن داس دل سے یہ چاہتا تھا۔ کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر بجائے امیرزادی اندرا کے مصیبت میں ساتھ دینے والی غریب مگر نیک رمبا میری بیوی ہوتی +

سال بھر گزر گیا۔ رمبا کے سلیقے نے اُس ویران جھونپڑے کو کُنج باغ بنا دیا + اب وہاں گائیں تھیں پھولوں کی کیاریاں تھیں۔ اور کئی دیہاتی وضع کے مونڈھے مونڈھے تھے۔ فراغت اور آسائش کی برکتیں نمودار تھیں +

ایک روز صبح کے وقت مگن داس کہیں جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ کہ ایک معزز آدمی انگریزی لباس پہنے اُسے ڈھونڈھتا ہوا آ پہنچا۔ اور اُسے دیکھتے ہی دوڑ کر گلے سے لپٹ گیا + مگن داس اور وہ دونوں ایک ساتھ پڑھا کرتے تھے + وہ اب وکیل ہو گیا تھا۔ مگن داس نے بھی اب اُسے پہچانا۔ اور کچھ جھینپتا اور کچھ جھجکتا ہوا اُس سے بغلگیر ہوا + اور بڑی دیر تک دونو دوست باتیں کرتے رہے + باتیں کیا تھیں واقعات اور اتفاقات کی ایک بڑی داستان تھی + کئی مہینے ہوئے سیٹھ لگن داس کا چھوٹا بچہ چیچک کی نذر ہو گیا + سیٹھ جی نے فرطِ ملال سے خودکشی کر لی۔ اور اب مگن داس ساری جائداد کوٹھی مکان علاقہ وغیرہ کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار تھا + سیٹھانیوں میں خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں۔ ملازموں نے غبن و خیانت کو اپنا وطیرہ بنا رکھا تھا + بڑی سیٹھانی مگن داس کو بلانے کے لئے خود آنے کو آمادہ تھی۔ مگر وکیل صاحب نے اُنہیں روکا تھا +

جب مگن داس نے مسکرا کے پوچھا تمہیں کس طرح معلوم ہوا۔ کہ میں یہاں ہوں۔ تو وکیل صاحب نے فرمایا۔ کہ مہینہ بھر سے تمہاری ہی تلاش میں ہوں + سیٹھ مکھن لال نے پتہ بتایا ہے۔ تم وہاں پہنچے۔ اور میں نے مہینہ بھر کاٹ دیا + رمبا بے قرار تھی۔ کہ یہ کون ہے۔ اور ان میں کیا باتیں ہو رہی ہیں + دس بجے وکیل صاحب مگن داس سے ایک ہفتے کے اندر آنے کا وعدہ لے کر رخصت ہوئے + اُسی وقت رمبا آن پہنچی۔ اور پوچھنے لگی۔ یہ کون تھا۔ ان کا کیا کام تھا؟ مگن داس نے جواب دیا۔ کہ یہ میری موت کا فرشتہ تھا +

Taj Tahir Foundation

رمبا- کیوں اشگون بکتے ہو؟
مگن داس- نہیں رمبا- یہ اشگون نہیں- یہ سچ مُچ میری موت کا فرشتہ تھا+ میری خوشیوں کے باغ کو روندنے والا- میری ہری بھری کھیتی کو اُجاڑنے والا- رمبا میں نے تمہارے ساتھ دغا کی ہے+ میں نے تمہیں اپنے فریب کے جال میں پھنسایا ہے- مجھے معاف کر دو+ میں مگن سنگھ ٹھاکر نہیں ہوں- میں سیٹھ لگن داس کا بیٹا اور سیٹھ مکھن لال کا داماد ہوں+ مگن داس کو خوف تھا- کہ رمبا یہ سُنتے ہی چونک جائے گی- اور شاید مجھے ظالم اور دغاباز کہنے لگے- مگر اس کا خیال غلط نکلا+ رمبا نے آنکھوں میں آنسو بھر کر صاف اتنا کہا- تو کیا تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟
مگن داس- ہاں+
رمبا- کیوں؟
مگن داس- اس لئے کہ اِندرا بہت ہوشیار اور حسین دولت مند ہے+
رمبا- لیکن میں تجھے نہیں چھوڑوں گی+
مگن داس مُسکرا کر بولا- میں سُنتا ہوں- اِندرا بہت سُندر ہے- مردوں کا حال تم نہیں جانتیں+
رمبا- اِندرا رانی بنے گی- میں لونڈی بنوں گی کیا اتنے پر بھی مجھے چھوڑ دو گے؟
ان باتوں سے مگن داس کو بہت رنج ہوا+ وہ بولا- میں دہلی نہیں جاؤں گا+ کچھ سوچ کر رمبا بولی- کہ نہیں- تم دہلی ضرور جاؤ- میں تمہیں ہرگز نہ روکوں گی- مگر مجھے بھول نہ جانا+ سال بھر میں ایک دفعہ اسی جھونپڑے میں آکر دیکھ لیا کرنا+
مگن داس نے کہا- کہ رمبا یہ باتیں مت کرو- مجھے بہت رنج ہوتا ہے+ میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا- اس لئے نہیں- کہ تمہارے اُوپر کوئی احسان ہے تمہاری خاطر نہیں- بلکہ اپنی خاطر+ وہ راحت- وہ آرام- جو مجھے یہاں میسّر ہے- اَور کہیں نہیں مل سکتا+ خوشی کے ساتھ زندگی بسر ہو- یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے+ مجھے ایشور نے وہ خوشی یہاں دے رکھی ہے تو میں اسے کیوں چھوڑوں؟ مال دولت کو میرا سلام ہے مجھے اس کی ہوس نہیں+
چونکہ رات اس وقت زیادہ آچکی تھی+ مگن داس تو سو گئے- مگر رمبا کی آنکھ نہ جھپکی+ صبح ہوئی- تو مگن داس اُٹھا- اور رمبا رمبا پکارنے لگا+ مگر رمبا رات ہی کو اپنی چچی کے ساتھ وہاں سے کہیں چلی گئی تھی+ مگن داس کو اس گھر پر ایک حسرت سی چھائی ہوئی معلوم دی- گویا گھر کی جان نکل گئی+ وہ گھبرا کر اُس کوٹھڑی میں گیا- جہاں رمبا روز چکّی پیستی تھی- مگر افسوس آج چکّی بے حس و حرکت تھی+ پھر وہ کنوئیں کی طرف دوڑا گیا- لیکن ایسا معلوم ہوا- کہ کنوئیں نے اس کے نگلنے کو مُنہ کھول دیا ہے+ تب وہ بچوں کی طرح چیخ اُٹھا- اور روتا ہوا پھر اُسی

جھونپڑی کی طرف آیا۔ آہ اس وقت یہ جھونپڑی ماتم کدہ بنی ہوئی تھی۔ جب ذرا آنسو تھمے۔ تو مگن داس نے گھر میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی رمبا کی ساڑھی الگنی پر پڑی ہوئی تھی۔ ایک پٹاری میں وہ کنگن رکھا ہوا تھا۔ جو مگن داس نے اُس کو دیا تھا۔ باقی آیندہ

راقمہ مسز عزیز الدین

عید میلاد

گذشتہ چند سالوں میں جناب منیجر صاحب و دیگر بہنوں اور بھائیوں کے مضامین عید میلاد پر اس کثرت سے چھپتے رہے۔ اور اس کی تائید مردانہ اخبار میں بھی اکثر موقع موقع سے زور سے ہوئی۔ جس کا نتیجہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ حسب دل خواہ ہوا۔ اس سال صوبہ بہار کے بھی اکثر چھوٹے چھوٹے مقامات میں یہ تہوار نہایت مستعدی و گرم جوشی سے منایا گیا۔ اور اُمید کی جاتی ہے کہ آیندہ سالوں میں اس میں اَور ترقی ہوگی۔ جگدیس پور جہاں میں ان دنوں ہوں۔ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ یہاں بھی اس سال ہمارے صاحب کی کوشش سے۔ جنہیں خود خدا کے فضل سے اس تہوار سے خاص دلچسپی ہے۔ کئی جگہ بڑے پیمانہ پر روشنی ہوئی۔ اور تمام مرد بچے خوشی خوشی عمدہ لباس پہن کر مسجدوں میں بارھویں تاریخ کو آئے۔

یہ اہتمام کیا گیا تھا۔ کہ مغرب کی نماز جامع مسجد میں جماعت سے پڑھی جائے۔ اور خاص طریقے پر ترکوں کی فتح کی دُعا کی جائے۔ بعد اس کے جامع مسجد میں مجلس میلاد منعقد ہو۔ اور ذکر ولادت کے متعلق مستند و معتبر روایات پڑھی جائیں۔ اور وعظ کہا جائے۔ غرض ۱۲ تاریخ کا دن اور رات کچھ عجیب پُر لطف طریقے پر گذری۔ جس کے نظارہ سے مسلمان تو مسلمان۔ غیروں کے دلوں پر ایک خاص اثر رہا۔

ہمارے یہاں وہی طریقہ برتا گیا۔ جو تہذیب نسواں کے ذریعہ سے قرار پایا ہے۔ یعنی ۱۸ فروری روز منگل کا دن گزار کر شب کو سارا گھر نمازیں قرآن و درود پڑھنے میں جاگا۔ اخیر شب کو دُعا کی گئی۔ صبح سے عید منائی گئی۔ سب نے نئے اور صاف کپڑے پہنے۔ احباب کی ہمارے صاحب نے دعوت کی۔ بچے اچھے اچھے کپڑے پہنے پھرتے تھے۔ باہر آرائش و سجاوٹ روشنی کا اہتمام تھا۔ کچھ عجب لُطف آتا تھا۔ قصبہ کے غیر قوم کے لوگ پوچھتے تھے۔ کہ آج تمہارے یہاں کیا ہے؟ بچے کہتے تھے۔ آج ہمارے نبی صاحب کی پیدائش کا روز ہے۔ ہماری بڑی خوشی کا دن ہے۔

بعد نماز ظہر مردانہ میں مجلس میلاد شریف ہوئی افسوس کہ بوجوہات چند اس سال زنانی مجلس کا موقع نہ ملا۔ تاہم جو کچھ اس سال [illegible] اُس سے

امید بندھتی ہے۔ کہ آیندہ اس مبارک مجلس کے انعقاد میں اصلاح ترقی رواج پائے گی + جو کسر اس موقع پر ہے۔ وہ عمدہ کتاب کی ہے جس کی طرف ہمارے بزرگان اب متوجہ ہو چلے ہیں + کاش جلد یہ کوشش اُن کی پوری ہوتی۔ کہ زنانہ مجلس میں پڑھنے کے لئے کوئی ایسی کتاب تصنیف ہو جاتی۔ جس سے اصلی مقصد مجلس مبارک کا پورا ہوتا + اس موقع پر مولانا حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی مرحوم یاد آتے ہیں + اُنہوں نے ہم عورتوں کے لئے جو کچھ لکھا۔ وہ ایسا لکھا۔ کہ دوسرا نہیں لکھ سکتا + افسوس اُن کو اس طرف توجہ کا موقع نہ ملا + اگر اب کوئی ہو سکتا ہے۔ تو یا تو اُن کے صاحبزادے بھائی بشیر احمد صاحب یا جناب مکرمی مولوی بھائی ممتاز علی صاحب جن بزرگوں کو ہم عورات کی تمام ضرورتوں پر خاص لحاظ و خیال ہے +

اہلیہ خواجہ سید سراج الدین حسین
از جگدیس پور ضلع شاہ آباد

تعلیم کا اُلٹا اثر

تعلیم اور تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ ہم کو تہذیب کی ضرورت ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ تعلیم کے برابر ابھی تہذیب کا ہم عورتوں میں احساس نہیں ہے + شاید اس کی وجہ کمی تعلیم ہو + بہر حال کچھ بھی ہو میں اس کو افسوس سے لکھتی ہوں کہ ہم لوگوں میں جہاں تک میں دیکھتی ہوں۔ تعلیم کا اُلٹا اثر پڑ رہا ہے + یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اپنی ایسی سخت بُرائیوں کو نہ محسوس کرنے کی وجہ سے اپنی تعلیم کو بھی خوب بدنام کر رہے ہیں نئی روشنی کی ظاہری چکا چوند ہم پر ایسی ہی مضر ثابت ہوئی۔ جیسی پُرانی روشنی کی تاریکی + وہاں بھی ہم کو ٹھوکریں لگ رہی تھیں۔ اور یہاں بھی یہی حالت ہے +

ہم لوگ باہمی ملاقات سے کچھ فایدہ نہیں حاصل کرتے۔ بلکہ اس سے عیب چینی کا ایک اور اچھا ذریعہ ہاتھ آگیا ہے + ہر شخص کا مذاق جُداگانہ ہوتا ہے + کسی کو کم گوئی پسند ہے۔ کسی کو خوب گُھل مل کر باتیں کرنا۔ کوئی سادہ اور صوفیانہ آجکل کے زمانے کے موافق لباس پسند کرتے ہیں۔ کوئی وہ ہی شوخ بھڑکیلا پُرانی طرز پر + کوئی نہایت حسین ہیں۔ کوئی معمولی حُسن لئے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ + تو اس کے یہ معنی تھوڑا ہی ہیں۔ کہ جو باتیں یا عادتیں ہم کو پسند ہیں۔ یا جو لباس ہم کو بھاتا ہے۔ یا دوسرے الفاظوں میں کہ وہ ہمارے ہم مذاق ہوتیں۔ یا اُن کی بھی ہم جیسی ہی طبیعت ہوتی۔ نہایت احمقانہ اور لغو خیال ہے +

کتنی بُرائی کی بات ہے۔ کہ دس پانچ بہنوں سے مل کر تبادلہ خیالات کرنے کے بجائے یہ

Tahir Foundation

نفع حاصل کیا۔ کہ ہر ایک کی بُرائیاں انتخاب کر لائیں+ کیا یہ ضروری ہے۔ کہ ہمارے سب افعال اور اقوال سب کو پسند ہیں؟ ہم سب بہنوں کو چاہیئے۔ کہ ہم جس طرح مُنہ پر کسی بہن سے ملیں۔ اُسی طرح پیچھے بھی اُن کو یاد کریں+ اگر کوئی بُرائی بھی دیکھیں۔ تو اُس کو طشت از بام کرنے سے کیا نتیجہ؟ خود ہی اس سے کیوں احتراز نہ کریں۔ یا اگر کسی خاص وجہ سے کسی کا کچھ ذکر آ بھی جاوے۔ تو یہی مثل ہونا چاہیئے۔

"عیبش ہمہ گفتی ہنرش نیز بگو"

کسی کو پیچھے بُرائی سے یاد کرنا۔ یا گھر بیٹھ کر مذاق بنانا بہت ہی سخت اخلاقی گناہ ہے+

مجھے ایک بہن کی شادی میں دو ایسی لڑکیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جن کو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ یہ جانتی تھی۔ کہ یہ بہن کون+ نہ معلوم وہ مجھ سے کس طرح واقف ہو گئیں۔ وہ مجھ سے اسی وجہ سے ملنے کی زیادہ خواہش مند معلوم ہوتی تھیں+ شاید یہی وجہ تھی۔ کہ وہ اس عام مجمع میں مجھ پر خصوصیت سے نظر ڈال رہی تھیں۔ چنانچہ اُن کو اپنی طرف زیادہ مایل دیکھ کر میں خود بھی اُن سے ملنے اور باتیں کرنے کی بہت ہی مشتاق ہو گئی۔ چنانچہ میری کشش نے اثر کیا۔ اور وہ لوگ از خود میرے پاس تشریف لائیں+ میرے اور اُن کے درمیان بہت دیر تک پڑھنے لکھنے و دیگر معمولی حالات پر خوب گفتگو ہوتی رہی+ میں نے سُنا ہے۔ کہ میرے صرف اس کہنے پر۔ کہ آپ تو بغیر تعارف کرائے مجھ سے واقف ہو گئیں۔ کیا اچھا ہو۔ کہ مجھے بھی یہ معلوم ہو جائے۔ کہ آپ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے بُرا مانا+ پھر اُنہوں نے مجھ سے پُوچھا۔ کہ آپ کو کون سا اخبار زیادہ پسند ہے؟ چنانچہ اُن کے سوال کے جواب دینے کے بعد میں نے بھی اُن سے یہی سوال کیا+ اُنہوں نے ایک رسالے کو سب پر ترجیح دی+ وجہ پوچھنے پر یہ بتایا۔ کہ وہ رسالہ سب سے زیادہ خوب صورت ہے+ اس پر مجھ کو دل میں بہت ہنسی آئی۔ لیکن میں نے اُن سے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کہ محض خوب صورت سرورق یا رنگین چھاپہ کے اخباروں یا رسالوں یا کتابوں کو ترجیح دینا بہت عامیانہ خیال اور بڑی ناسمجھی کی بات ہے۔ اس پر وہ مجھ سے بہت خفا ہو گئیں۔ اور گھر جا کر مجھ کو خوب اعتراضات کا نشانہ بنایا+

ابھی حال میں ہمشیرہ زادی حکیم عبدالولی صاحب کی ایک تحریر اسی مضمون کی تہذیب میں درج ہوئی تھی۔ اُن کے ایک لفظ سے مجھ کو اتفاق تھا۔ افسوس کہ مجھ کو اس کا عنوان یاد نہیں یہاں میرا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ صرف خامہ فرسائی سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ عمل پیرا ہو کے دکھلانے کی زیادہ ضرورت ہے+

راقمہ و۔ب

Taj Tahir Foundation

بُری رسموں کی اصلاح

بعض بُری رسموں کی اصلاح کے لئے تہذیب میں وقتاً فوقتاً اچھے اچھے مضمون چھپتے رہتے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں۔ کہ بہنیں اصلاح کے لئے مضمون ہی لکھ دیتی ہیں۔ یا اس کا کچھ اثر بھی ہوتا ہے۔ اور عملی طور پر اصلاح کے لئے کہاں تک کوشش کی جاتی ہے + دراصل جب تک عام مستورات میں تعلیم پھیل کر ہم خیالی پیدا نہ ہو جاوے اصلاح مشکل نظر آتی ہے + اب تو ہزار عورتوں میں بہ مشکل ایک تعلیم یافتہ عورت نکلے تو نکلے۔ پھر بھلا نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ اور اپنا طرز و عادات کب بدلتا ہے؟

بعض بُری رسمیں خاص خاص مقام اور خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے اگر کوئی بہن ایک جگہ کی بُری رسم تحریر کریں۔ تو دوسری بہنوں کو اپنے شہروں کا رواج اُسی رسم کے متعلق جو عمدہ اور مناسب ہو۔ تحریر کرنا چاہیئے + حال ہی میں بہن بنت مرزا علی محمد خاں نے پشاور کی رسم عیادت کے متعلق لکھا ہے۔ بےشک پشاور میں یہی دستور ہے۔ اور کسی کے ہاں خوشی اور غمی میں آنے جانے کا فرق یا تمیز معلوم نہیں ہوتی ہے + شاید بہن صاحبہ کو معلوم نہیں۔ کہ پشاور میں کسی کے مرنے پر کیا ہوتا ہے + بیماری کی حالت میں تو خیر مریض اور گھر کے دوسرے آدمی کھاتے پیتے ہیں۔ اور کاروبار میں بھی لگے رہتے ہیں اگر مہمانوں کی بھی کسی قدر خاطر تواضع کر دی جائے تو چنداں مضایقہ نہیں ہے۔ مگر موت پر تو میت والے گھر میں سخت مصیبت پڑی ہوئی ہوتی ہے کام کاج۔ کھانا پینا سب چھوٹا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن پشاور میں جب تک پُرسے کے مہمانوں کے لئے دیگ نہ چڑھ جائے۔ جنازہ قبرستان کو نہیں جاتا + مہمان کئی کئی روز تک رہتے ہیں۔ کرایہ پر بڑی تعداد میں چارپایاں لائی جاتی ہیں بجائے غم و الم کے گھر کے ماتم زدہ آدمیوں کو کمر بستہ ہو کر مہمانوں کی خاطر مدارات کرنی پڑتی ہے + عام طور پر یہی حال ہے۔ اور میں نے تو اپنے ایک اُستاد کے گھر جو بڑے نیک ہیں۔ اور جن کو پابندئ شریعت کا بھی دعویٰ ہے۔ یہ سب کچھ دیکھا ہے + پھر چلہ کی روٹی شادی کی دعوت سے بھی زیادہ مکلّف سینکڑوں اشخاص برادری اور ملنے والوں کو کھلائی جاتی ہے + نہ معلوم اس سے مُردہ کی رُوح کو کس طرح ثواب پہنچتا ہے! کیا یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ تین وقت تک میت والے روٹی نہ پکائیں۔ اور اُن کے عزیز یار دوست اور ملنے والے اُنہیں معمولی روٹی بھیج دیا کریں۔ تاکہ میت کے گھر والوں کو رنج و غم میں ایک قسم کی سہولیت ہو۔ اور پھر میت والے مُردہ کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے صرف فقیروں اور محتاجوں کو کھانا کھلا دیا کریں + پشاور

Taj Tahir Foundation

ہیں سینکڑوں گھرانے اس رسم کی بدولت مقروض ہو چکے ہیں۔ مکانات زیور رہن پڑے ہیں۔ اور سود دیتے ہیں ؛

راقمہ ہمشیرہ مظہر مقبول پشاور

جشن صحت

میری پیاری بہنو مسلم گرلز اسکول کی لڑکیوں نے مورخہ ۷ فروری کو اپنی پیاری اور ہر دلعزیز جناب مس آمنہ پوپ لیڈی پرنسپل صاحبہ مکرمہ کی صحت یابی کی خوشی میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ اس کا کچھ حال میں یہاں لکھتی ہوں۔ یہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا + اس جلسے میں جناب مس آمنہ پوپ صاحبہ لیڈی پرنسپل مسلم گرلز اسکول۔ بیگم صاحبہ آنریبل شاہد حسین صاحب۔ بیگم صاحبہ جناب وزیر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی۔ بیگم صاحبہ جناب حبیب حسن صاحب بی اے فیلو الہ آباد یونیورسٹی۔ بیگم صاحبہ نواب نور الحسن صاحب۔ بیگم صاحبہ نواب علی حسن صاحب۔ بیگم صاحبہ جناب چوہدری شفیق الزمان صاحب بیگم صاحبہ جناب ظہور احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ۔ بیگم صاحبہ جناب علی اوسط صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ بنت نظام الدین صاحب بی اے ایل ایل بی۔ وغیرہ تشریف رکھتی تھیں + ہم لڑکیوں کو مس صاحبہ کی صحت یابی کی اس قدر مسرت تھی۔ کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ اس کو کس طرح ظاہر کرتے ؛

چائے۔ کافی۔ مختلف اقسام کے بسکٹ۔ چاکلیٹ۔ کئی قسم کے پھل۔ مٹھائیاں انگریزی و ہندوستانی موجود تھیں۔ میزیں نہایت نفاست کے ساتھ پھولوں سے آراستہ کی گئی تھیں۔ سب سے پہلے چائے پی گئی + چائے کے بعد سات چھوٹی لڑکیوں نے مل کر ایک نظم موسوم بہ ترانہ شکر نہایت ہی خوش الحانی سے گائی۔ پھر پانچ لڑکیوں نے نظم مبارک اور پھر تین لڑکیوں نے نظم مسرت بہت عمدگی سے پڑھی + یہ تینوں نظمیں مجھ ناچیز کی ہی لکھی ہوئی تھیں۔ گو وہ کچھ عمدہ نہیں۔ لیکن پھر بھی بیگم صاحبان کے اصرار سے آپ لوگوں کے روبرو پیش کرنے پر مجبور کی گئی ہوں + اُمید ہے کہ غلطیوں سے درگزر کیجئے گا کیونکہ میں کوئی شاعرہ نہیں ہوں۔ صرف اپنی پیاری لیڈی پرنسپل صاحبہ مکرمہ کی صحت یابی کی خوشی کو ضبط نہ کرنے سے لاچار ہو کر چند الفاظ میں اپنی مسرت کو کچھ ظاہر کیا ہے ؛

ترانہ

خواہر و عیش کا زمانہ ہے۔ نظم فرحت کا اک ترانہ ہے +
اے خدا تیری شان ہے برتر۔ تیرا رحم و کرم یگانہ ہے +
تُو نے اچھا کیا ہے خواہر کو۔ فضل کا تیرے کچھ ٹھکانہ ہے +
دل سے اُٹھتے ہیں شکر کے نعرے۔ سب پہ احسان کا فسانہ ہے +
تیرے الطاف سے جہاں ہے پُر۔ تیری رحمت عجب خزانہ ہے +

نظم مسرت

خوشی میں صحتِ خواہر کی سب جامے سے باہر ہیں۔

خوشی سے کھل گئے ہیں باغ میں جتنے گلِ تر ہیں۔
خوشی سے ہنستے ہنستے ڈالیاں بھی لوٹی جاتی ہیں۔
درختوں کے تلے بچھے ہوئے پھولوں کے بستر ہیں۔
نہ کیونکر آج برسے سب در و دیوار پر رونق؟
کہ جتنے در ہیں رحمت کے۔ کشادہ وہ سراسر ہیں۔
صبا آہستہ ہر برگ شجر سے کہتی چلتی ہے۔
کہ جام صحتِ مس پوپ سب پیتے گلِ تر ہیں۔
جہاں بھر اس خوشی میں آج کیا شادان فرحاں ہے
نسیم اٹکھیلیاں کرتی ہے ہنستے سب گلِ تر ہیں۔
گلوں پر یہ نہیں شبنم۔ نہ بوندیں ہیں درختوں پر۔
خدا کا فضل ہے۔ رحمت کے یہ موتی نچھاور ہیں۔
درختوں کی ہیں شاخیں جھومتی فرطِ مسرت سے۔
خوشی کے نغمے گا گا کر چہکتے ان پہ طایر ہیں۔
یہ ہے توقیر و عزت اس مبارک جام صحت کی۔
فرشتوں کے بھی ہاتھوں میں چھلکتے آج ساغر ہیں۔
چلو ہم سب بھی اب مل کر پئیں اس جام طاہر کو۔
کہ سب حور و ملایک پی رہے صحت کا ساغر ہیں۔

ان نظموں کے ختم ہونے پر دو لڑکیوں نے ایک انگریزی گیت کو بطور کھیل کے بہت خوبی کے ساتھ کھیلا۔ سب لڑکیوں نے ایک حمد بہت اچھی طرح سے گائی۔ پھر تین لڑکیوں نے مولانا صفی کا ترانہ عید خوش الحانی سے گا کر سنایا۔ جو تہذیب کی پچھلی اشاعت میں چھپ چکا ہے۔

راقمہ بنت سید محمد۔ لکھنؤ

خدیجہ خانم

یہ بہادر خاتون ٹرکی کی رہنے والی ہے جس کی طرف آج کل تمام مسلمانوں کی آنکھیں نہایت تشویش کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ حال میں اس نے اپنی دلیری مستقل مزاجی۔ اور اسلام کی محبت کا ایسا قابل قدر ثبوت دیا ہے۔ کہ ہم جہاں تک اس پر فخر کریں بجا ہے۔ جنگ بلقان کے شروع ہوتے ہی خدیجہ خانم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے گھر بار چھوڑ کر لڑائی کے میدان میں جا پہنچی اور کچھ عرصے تک مریض اور مجروح ترکوں کی تیمارداری میں کمال صبر اور استقلال سے مصروف رہی۔ ایک دن بدقسمتی سے وہ خود زخمی ہو گئی جس کی وجہ سے اُس کو وطن واپس آنا پڑا۔ گزشتہ ۱۴ فروری کے "زمیندار" میں اس نیک نہاد خاتون کی تصویر چھپی ہے۔ جس میں اُس کا ہاتھ اور چہرہ بالکل کھلا ہوا ہے۔ اور اُس کے بدن پر وہ خوف پیدا کرنے والا بُرقع بھی نہیں ہے جس کو ہماری ہندوستانی بہنیں پردہ کے لئے ضروری خیال کرتی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اخبار زمیندار کے اڈیٹر صاحب نے جو مروجہ پردہ کے شدید شیدا ہیں۔ اور اپنے مُلک کی عورتوں کو غیر مردوں کی نظر سے بچنے کی ہمیشہ ہدایت فرماتے ہیں۔ خدیجہ خانم کی تصویر چھاپ کر اُس کو ساری دُنیا کے سامنے کیوں کر دیا۔

Taj Tahir Foundation

باپ دادا کی رسموں پر آنکھ بند کر کے عمل کرنے والے مسلمانوں کے نزدیک اڈیٹر صاحب کی یہ حرکت سخت سزا کے لایق ہے۔ اور تعجب نہیں ہے۔ کہ وہ ان کی اچھی طرح خبر لیں۔ بہرکیف مجھ کو اس سے بحث نہیں ہے۔ وہ جانیں اور اڈیٹر صاحب جانیں۔ مجھ کو صرف یہ دکھانا منظور ہے۔ کہ عورتوں کا ہر وقت مکان میں رہنا۔ اور اس طرح رہنے کی خوبی پر صحت اور عقل کو صدقے کر دینے کا رواج جو ہمارے ملک میں ہے۔ اُس کی مثال ٹرکی جیسی وسیع سلطنت میں کسی جگہ نہیں پائی جاتی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ٹرکی کی خاتونیں ایسی بلند حوصلہ اور جانباز ہوتی ہیں کہ اُن کے مقابلے میں ہمارے ملک کی عورتیں تو کیا۔ خود مرد ایسے ہیں۔ جیسے شیر کے آگے بلی۔ انہیں کی تعلیم اور تربیت کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ترک آج یورپ میں حکومت کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آگے بھی کریں گے۔ جو لوگ غیر ملکوں کے حالات بے تعصبی سے پڑھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہے۔ کہ عرب۔ مصر۔ طرابلس۔ مراقش۔ ترکستان چین۔ اور مجمع الجزائر میں بھی جہاں اسلامی احکام کی پابندی بہ نسبت ہندوستان کے بدرجہا زیادہ ہے۔ عورتیں خدیجہ خانم کی طرح بلا تکلف باہر جاتی۔ اور زندگی کی مشکلات میں اپنے عزیزوں کو مدد دیتی ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے۔ کہ وہ یورپ کی عورتوں کی طرح مردوں کو اپنا بناؤ اور سنگار نہیں دکھاتی پھرتی ہیں۔

قدیم اسلامی تاریخوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم اور اُن کے محترم خلفا یعنے حضرت ابوبکر صدیق رض۔ حضرت عمر رض۔ حضرت عثمان رض۔ اور حضرت علی رض کے مبارک زمانہ میں بھی عورتیں اسی طرح پوری آزادی رکھتی تھیں۔ پیغمبر صاحب اور اُن کے نایبوں نے کبھی اُن عورتوں کو گھر سے باہر جانے سے نہیں روکا۔ انہیں مسجدوں میں مردوں کے ساتھ جماعت کی نماز کا حکم دیا جاتا تھا۔ اور بخوشی و رضا اُن کو لڑائی میں دشمن سے مقابلہ کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

اپنے مہربانوں کی مدد سے میں نے ان خاتونوں کے حالات جمع کئے ہیں۔ جن کو میں بہت جلد اپنی بہنوں کی آگاہی کے لئے ایک کتاب کی شکل میں شایع کروں گی۔ اس وقت صرف یہ لکھنا کافی ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ جیسے بزرگ لوگوں کو سبق پڑھانے۔ علاج معالجہ کرنے۔ اور سلطنت کے معاملات میں حاکموں کو مشورہ دینے کے علاوہ میدان جنگ میں عورتیں مندرجہ ذیل کام کرتی تھیں:-

(۱) فوج کے کھانے پینے کی چیزیں اپنی حفاظت میں رکھنا۔

(۲) فوج کا کھانا پینا۔

(۳) زخمی سپاہیوں کو پانی پلانا۔ اور اُن کو میدان کارزار سے اُٹھا لانا۔

(۴) مریضوں اور مجروحوں کی تیمار داری کرنا ؛

(۵) جو مسلمان لڑائی میں قتل ہوں۔ اُن کو دفن کرنے کے لئے قبر کھودنا ؛

(۶) مرد جب دشمن کے مقابلے سے بھاگنے لگیں۔ تو اُن کو ہمت دلانا۔ اور اُن کے دوش بدوش دشمن سے لڑنا ؛

اے میری ہوشیار اور غفلت شعار بہنو۔ کیا گھر کے اندر بند رہنے والی عورتوں سے ایسے مشکل کام ہو سکتے ہیں؟ اگر گھر میں کیڑے مکوڑے کی طرح پڑے رہنا ہی شرافت کی نشانی ہے۔ اور خدا اسی میں خوش ہے۔ تو رسول کریم صلعم اور اُن کے نائبوں نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھنے۔ اور لڑائی میں شریک ہونے کی اجازت کیوں دی؟ اُن کو تجارت میں مردوں کی طرح حصہ لینے سے کیوں نہیں منع کیا؟ اور اُن کو عدالت میں جا کر حاکم سے دادرسی کی درخواست کرنے سے کیوں نہ باز رکھا؟ یہ باتیں غور کرنے کے لائق ہیں۔ اور اُمید ہے۔ کہ خلاف شرع پردہ پر فخر کرنے والی بہنیں ان پر ضرور توجہ فرمائیں گی ؛

قمر النساء۔ اہلیہ محمد حسین خاں شملہ

بلقان فنڈ

بلقان فنڈ کا حساب ایک مہینے سے نہیں لکھا گیا۔ اس عرصے میں جو رقوم وصول ہوئیں۔ وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ مکمل حساب انشاء اللہ اگلے پرچے میں شایع کیا جائے گا ؛ اس دفعہ اس قدر دیر ہو جانے کا افسوس ہے۔ آیندہ انشاء اللہ ہر ہفتہ حساب لکھنے کی کوشش کی جائے گی ؛

والدہ آغا سید علی حسین شاہ قاضی واڑہ بلند شہر	للعہ ۸ر
مرزا عبد الرب صاحب منصف شاہ پور	ہعہ ۸ر
اہلیہ حاجی محمد رفیع وکیل اورنگ آباد	للعہ
مسز احتشام علی ولی نگر۔ کاکوری	صہ ر
ص۔ ہ۔ دہری گھاٹ	لعہ
ن۔ ا۔ ح۔ بارہ بنکی	ے
بیگم صاحبہ عطا محمد۔ گوجرانوالہ	ععہ ۹ر
شیخہ با عکظہ۔ بھاؤنگر	سعہ ۱۲ر
عبد الحمید با عکظہ 〃	لے ۱۲ر
عبد المجید با عکظہ 〃	۸ر
عبد العزیز با عکظہ 〃	عہ
ہمشیرہ حمید اللہ خاں۔ میرٹھ شہر	سہ
امیر نمبردار۔ غلام محمد زمیندار حشمت مرالی (ملتان)	ہے ۳ر
اعجاز احمد خاں صاحب۔ جبونت نگر	عہ ر
مولوی محمد لطیف صاحب منصف سلطانپور	ہعہ ۴ر
پیرا گوجر عہ۔ احمد دین برادر زینب بی بی عہ۔	لعہ
سردار محمدی بیگم صاحبہ بنت نواب آف وائی	ہعہ ۱۲ر
عقیقہ امیر سلطان بیگم بنت مرزا امجد علی صاحب نوشہرہ	۱۰ر

ہمشیرہ محمد ہاشم — عا
مسنز راجے صاحب۔ دھارواڑ — عہ
مسنز امجد علی صاحب " — عہ
مسنز عبد القادر صاحب " — عہ
مسنز محمد یوسف " — صہ
مسنز محمد غوث " — عہ
مسنز محمد یوسف ملازمہ مرحومہ کو ایصال ثواب — عہ
شیخ برکت اللہ صاحب انسپکٹر بلرام پور — صہ
کلثوم معرفت عبد الرزاق صاحب لعل گنج — لعہ
شیخہ بنت عبد الحافظ باعکظہ — عہ
خواتین خواجہ معرفت اہلیہ رحمت اللہ خاں صاحب — ماے
ب۔ ت۔ اہلیہ سید عبد العزیز صاحب۔ میسور — عہ
ایک غریب مسلمان اپنی اہلیہ مرحومہ کو ایصال ثواب۔ — عہ
انوار الاسلام صاحب۔ میرٹھ — عہ
و۔ب معرفت بابو محمد حفیظ صاحب۔ سنگرور — عہ
مولوی سراج احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اپنی اہلیہ مرحومہ کو ایصال ثواب — صہ
اہلیہ عاشق علیخاں۔ شاہ جہان پور — عا
تسلیم النساء صاحبہ " — عہ
دختر خورشید احمد صاحب۔ فتح پور — ے
اشرف النساء بیگم صاحبہ۔ ساگر — ماے
معرفت ہمشیرہ غلام جیلانی صاحبہ بنت مولوی محمد دین صاحب ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم بہاول پور — لعہ

ایضاً — للعہ
بی بی خدیجہ بیگم نے جالندھر میں جمع کیا — سیہ

میزان — معاللعہ

خاکسار سید ممتاز علی

محفل تہذیب

جناب بھائی مولوی صاحب تسلیم۔ آج ایک سو پینتیس روپیہ بلقان فنڈ میں ارسال خدمت کرتی ہوں۔ قبول فرما کر ممنون کیجئے۔ میں نے چندہ جمع کرنے کے لئے کوشش شروع کی۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے اُمید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ جو رقم فراہم ہوئی ہے۔ وہ ارسال کرتی ہوں۔ پھر اَور چندہ جمع کرنے کی کوشش کروں گی۔ تُرکوں کی مصیبت بے انتہا دل دُکھانے والی ہے۔ دن نکلتا ہے۔ تو یہ ہی خیال رہتا ہے۔ کہ خدا جانے آج اپنے بھائیوں پر کیا آفت ہوگی۔ معلوم نہیں اسلام کیسی سخت مصیبتوں میں دشمنوں کے ہاتھ میں پھنسا ہے۔ جن کے خیال سے بھی بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے۔ کہ غریب بھائی بہنوں کو اس آفت سے بچائے آمین ثم آمین۔

راقمہ اشرف النساء بیگم
اہلیہ محمد یوسف الدین خاں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
ساگر۔ سی پی

Taj Tahir Foundation

منیجر- جزاک اللہ- آپ کے چندے کی تفصیل بعد میں چھاپی جائے گی ◆

آج کے اخبار میں ماہے مرسلہ اہلیہ محترمہ منشی رحمت اللہ خاں صاحب پنشنر تحصیلدار شایع ہوا ہے - یہ اُنہوں نے خواتین خورجہ سے جمع کیا ہے- ان کی کوشش قابل تعریف ہے- جزاک اللہ ◆

بی بی خدیجہ بیگم معلمہ جالندھر کی کوشش بھی تعریف کے قابل ہے- وہ پہلے بھی اس قسم کی کوششیں کر چکی ہیں- خدا اُن کی ہمت میں برکت دے- ان کے چندے کی فہرست بھی بعد میں چھاپی جائے گی ◆

عزیزہ ہمشیرہ غلام جیلانی سلمہا مولوی محمد دین صاحب بی اے ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست بہاولپور کی صاحبزادی ہیں- ان نیک دل لڑکی کے دل پر جنگ بلقان کا عجیب اثر ہے + اگر مسلمانوں کے ہر گھرانے میں ایک ایک مرد یا عورت ایسے خیال کی ہو- تو بڑی برکت ہو + ان کے چندے کی فہرست بھی بعد میں چھاپی جائے گی ◆

ایک بہت چھوٹی سی رقم آج کی فہرست چندہ میں برخورداری امیر سلطان بیگم سلمہا بنت مرزا امجد علی صاحب (گورہ ہسپتال نوشہرہ) کے عقیقہ کی بابت ہے + رقم تو چھوٹی سی ہے- لیکن یہ اصول بہت بڑا ہے- کہ اپنی خوشیوں میں غمگین بھائیوں کے غم کو یاد رکھیں

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی

مرزا صاحب موصوف نے اپنی دوسری صاحبزادی کی تقریب بسم اللہ پر بھی بیس روپے اس فنڈ میں بھیجے تھے- جو پہلے درج ہو چکے ہیں ◆

چونکہ علیگڑھ میں سرکار عالیہ ہر ہائینس بیگم صاحبہ والیہ بھوپال تشریف لاکر زنانہ بورڈنگ ہوس کا افتتاح فرمانے والی ہیں- اور اس موقع پر باہر کی معزز خواتین بھی جلسہ میں شرکت کا ارادہ رکھتی ہیں- اس لئے مقامی بیبیوں نے ایک کمیٹی قایم کی ہے- تاکہ باہر سے آنے والی بہنوں کی مہمان نوازی کے لئے ابھی سے تیاری کریں- چنانچہ اس کمیٹی کا اوّل جلسہ ۱۴ مارچ کو جناب محمود بیگم صاحبہ کے مکان پر منعقد ہوا- عبداللہ بیگم نے جلسہ کے سامنے تجویز پیش کی- کہ چونکہ باہر سے آنے والی بہنوں کو یہ اول ہی موقع ہوگا- کہ وہ اپنے قومی درسگاہ میں تشریف لائیں- اس لئے ہم کو اُنہیں اپنا مہمان بنانا چاہیئے- اُن کے تمام خرچ رہایش اور کھانے پینے کا انتظام خود کرنا چاہیئے- سب حاضرین نے باتفاق رائے بڑی خوشی سے اس تجویز سے اتفاق کیا ◆

۲- نیز قرار پایا کہ سکرٹری صاحب مدرسہ سے دریافت کیا جائے- کہ کون سی تاریخ جلسہ کی مقرر ہوئی ہے- تاکہ ہم لوگوں کو انتظام میں آسانی ہو◆ خاکسار عبداللہ بیگم

شادی کتخدائی وحیدہ بیگم

اکثر تہذیبی بہنیں برخورداری وحیدہ بیگم کی شادی کے حالات کی تفصیل پوچھتی ہیں۔ مگر میں انہیں کیا حالات بتاؤں۔ شادی کیا تھی۔ ایک حکم شرعی کی ادائگی تھی۔ شادی کی بہار ماں کے ساتھ ہے۔ سو ان بیچاری کی ماں ہی زندہ نہ تھی + دوسری والدہ جنہوں نے ماں سے زیادہ پیار اور محبت سے پالا۔ اور جو ہمیشہ ہر رسم و رواج میں ایک سے ایک بہتر اصلاح سوچتی رہتی تھیں۔ وہ بھی زندہ نہ رہیں + دوسرے رشتہ دار اور ملاپ دار جو اپنے اپنے تعلق کے بموجب دلچسپی لینے والے تھے جمع ہو گئے + مستورات آ گئیں۔ میرا گھر میں کچھ دخل نہ رہا۔ اُنھوں نے جو چاہا سو کیا جس طرح چاہا دُلھن بنایا + مجھے تو دوسرے مکان میں اس طرح خبریں ملتی تھیں۔ جس طرح اُڈریانوپل کے محاصرہ کی ملتی ہیں + جو باتیں میرے اختیار کی تھیں۔ ان میں میں نے کوئی فضول رسم نہیں چلنے دی +

۲۲ فروری کو دوپہر کے وقت بارات کو ریل پر سے لائے۔ اور جو جگہ اُن کے لئے مقرر تھی۔ وہاں ٹھیرایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اُن سے دُلھن کا جوڑہ طلب کیا گیا۔ اُنھوں نے دریافت کیا۔ کہ آیا جوڑے وغیرہ دستور کے موافق سینیوں میں لگا کر بھیجے جائیں گے + ہم نے کہا نہیں + بری کی تھلیاں وغیرہ لانے کو بھی پہلے سے ہی منع کر دیا گیا تھا پس جوڑوں اور زیور کا ٹرنک بند کا بند اندر بھیج دیا گیا۔ اور جو جوڑہ آیا تھا۔ وہ وحیدہ کو پہنا دیا گیا۔ اور میری خوشی کے خلاف عین ٹھنڈ کے وقت کہ اس روز کچھ ترشح بھی ہو رہا تھا۔ ہاتھوں بلکہ پاؤں کو جہالت کا لیپ یعنی مہندی بھی لگا دی + ناک بندھی ہوتی۔ تو نتھ بھی پہنا کے چھوڑتیں۔ بارے اس سے بچاؤ رہا +

رات کو ایک مکان میں مردوں کی ضیافت تھی۔ دوسرے میں عورتوں کی + مردوں کی ضیافت کے لئے ایک بہت بڑا ہال سجایا۔ اور کِٹسن لائٹ سے روشن کیا گیا تھا۔ جس میں تین سَو آدمی کھانا کھا سکیں + قناتوں سے بیچ میں نشست کا کمرہ بنا لیا گیا تھا۔ اور اس کے ایک طرف اہل اسلام کے لئے۔ اور دوسری طرف اہل ہنود کے لئے میزوں پر کھانا چُنا گیا تھا + میز کے ایک سرے پر دُولھا کی نشست تھی۔ اور اُن کے سامنے دائیں بائیں مہمان تھے + دُولھا کے داہنے ہاتھ اُن کے خالو خان بہادر قاضی ابرار احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ اور دُولھا کے چچا مولوی محمد حسن صاحب جو حضور بیگم صاحبہ بھوپال کی بہو کے اُستاد ہیں تشریف رکھتے تھے +

دُولھا سیاہ فراک کوٹ پہنے ہوئے تھے سفید فلالین کی پتلون۔ اور سر پر ٹرکی عنابی کلاہ۔ اور گلے میں پھولوں کے ہار +

حسب دستور لوگوں نے کھانا کھایا۔ اور مبارکباد دے کر رخصت ہوئے +

مستورات میں چونکہ یورپین لیڈیز بھی مدعو کی گئی تھیں اور فرش پر بیٹھنے میں اُنہیں تکلیف ہوتی۔ اس لئے سب مستورات کے لئے بھی میز پر ہی کھانا چُنا گیا تھا۔

Taj Tahir Foundation

ہندو بیبیوں کے لئے جُدا کمرے میں۔ اور یورپین اور مسلمان خواتین کے لئے ایک ہی میز پر۔ پہلے سب خواتین شامل ہو کر ایک کمرے میں بیٹھیں اور ملیں۔ بعد میں کھانے کے وقت اپنے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

میں فاطمہ بیگم اڈیٹر شریف بی بی اور سعیدہ بیگم آنریری سکرٹری خاتونانِ اسلام کا نہایت شکرگزار ہوں کہ اُنہوں نے اس تقریب میں محض ملاپ داروں کی طرح نہیں۔ بلکہ اپنے عزیزوں کی طرح کام کیا۔ اور ہمارے لئے بہت محنت اُٹھائی۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ سعیدہ بیگم پھولوں کا بے انتہا خوبصورت سہرا وحیدہ کے لائیں۔ اور اُن کے سر پر باندھا۔

سب مستورات نے عام طور پر جہیز دیکھنا چاہا تھا مگر میرے عزیزوں نے اس طرح تماشا کرنا پسند نہیں کیا۔ جو بے تکلّف بہنیں تھیں۔ وہ ایک روز پہلے سب جہیز دیکھ چکی تھیں۔ البتہ جو تحایف بعض تہذیبی بہنوں کی طرف سے آئے تھے۔ وہ میز پر دیکھنے کے لئے رکھے گئے تھے۔ اور جن جن بہنوں نے وہ بھیجے تھے۔ اُن کا نام چٹ پر لکھ کر ساتھ ٹانک دیا تھا۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔ ایک جوڑہ دوپٹہ سے محترمہ عظمت النساء بنت نواب آف وائی نے بھیجا تھا۔ اس طرف کی قطع یہاں سے الگ تھی۔ اس لئے اکثر بیبیاں اسے دیکھتی تھیں۔ اہلیہ فیروز الدین ہریانہ نے بن سلے ٹکڑے رکھ دئے تھے۔ جوڑے دینے کا یہ طریق نہایت سب سے اچھا ہے۔

مسز ابوالعاص ٹپینہ نے چاندی کی چند نادر اشیا بھیجی تھیں جن میں ایک قلم بے انتہا خوبصورت ساخت کا۔ اور شاید کٹک کا بنا ہوا تھا بیبیاں اس کی بہت تعریف کرتی تھیں۔ ایک نہایت خوشنما جوڑہ وحیدہ کی پھوپھی مسز سجّاد حیدر نے بڑے شوق سے اپنے ہاتھ سے سی کر بھیجا تھا۔ جو اصلاح شدہ دیسی لباس کا بہترین نمونہ تھا۔ مسز سجاد حیدر کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ ثروت کی بھیجی ہوئی طلائی انگشتری بھی بہت خوشنما تھی۔ عزیزہ سلمیٰ بدر الحسن۔ اور بنت رشید الدین بدایوں۔ اور بیگم یعقوب علی خاں ڈیرہ دون کے خوب صورت تحایف کی بھی بیبیاں بہت تعریف کرتی تھیں۔ کٹسن لائیٹ (گیس کی روشنی) میں لباس کی روپہلی اور طلائی کام کی چمک بہت تیز معلوم ہوتی تھی۔ یورپین لیڈیز ان تمام چیزوں کو اور خصوصاً وحیدہ کے جوڑے کو بہت شوق سے دیکھتی اور خوش ہوتی تھیں۔ اسی دیکھ بھال میں تھیں۔ کہ کھانا چُنے جانے کی اطلاع دی گئی۔ اور سب نے اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر بہت لطف اور انتظام سے کھانا کھایا۔

لطیفہ۔ سعیدہ بیگم سالن کا پیالہ لئے ایک یورپین میم صاحب کے پاس کھڑی تھیں۔ پوچھا کہ آپ کو کچھ چاہیے؟ انہوں نے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے؟ سعیدہ کے مزاج میں ظرافت ہے۔ کہنے لگیں مرغی کا سالن ہے۔ حالانکہ وہ معمولی قورمہ تھا۔ اُنہوں نے لے لیا۔ اور مرغی کا سالن سمجھ کر اسے نئے مزے سے کھاتی رہیں۔

ہندو بہنوں میں سے مسز ہر کشن لال نے مسلمان بیبیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد سب مبارکباد دے کر اور وحیدہ سے مل کر دُعائیں دیتی ہوئی سب بہنیں رخصت ہوئیں۔

Taj Tahir Foundation

ایک پارسی لیڈی آلاں جو گرل اسکول میں برخوردار امتیاز علی کی ہم جماعت رہ چکی ہے۔ وحیدہ سے بہت ہی محبت رکھتی ہے+ وہ وحیدہ کی رُخصت سے تین چار دن پہلے ہر روز صبح ہی آتی۔ اور رات کو جاتی تھی اخیر وقت تک وحیدہ کی یہ سہیلی ساتھ رہی۔ یہاں تک کہ جُدائی کا وقت آپہنچا+ باہر گاڑیوں میں اسباب لدرہا تھا۔ دروازے کے آگے پالکی رکھی تھی۔ مرادآباد کے بزرگ بار بار گھڑی دیکھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ وقت تنگ ہوا جاتا ہے۔ جلدی کرو+ گھر میں سب عزیز و آشنا رو رہے تھے+ میرے دل کا بھی جو حال تھا میں ہی جانتا ہوں+ پیدایش کے دن سے اب تک جس محبت سے میں نے پالا۔ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا۔ جو میرے گھر کی سب خوشیوں کا مرکز تھی۔ اور جس کے دم سے میرا برباد شُدہ گھر کچھ آبادی کی صورت رکھتا تھا۔ اور گھر کہلاتا تھا۔ وہ مجھ سے جُدا ہونے کو تھی+ میں گھر میں وحیدہ سے ملنے نہیں گیا۔ نہ اس کے دونو بھائی ہم ریل پر جا کر گاڑی میں اُن کے پاس بیٹھے رہے۔ اور انہیں تسلی دیتے رہے+ میں نے اپنے دل پر بہت جبر اور ضبط کیا۔ ایک آنسو آنکھ سے نکلنے نہیں دیا+ اسی طرح میاں حمید علی نے۔ مگر میاں امتیاز علی چھوٹے بچے ہیں۔ رونے لگے+ آخر بالکل رخصت کا وقت آگیا میں نے اپنے جگر گوشہ کو گلے سے لگایا۔ انہوں نے بھائیوں کو گلے سے لگایا۔ کہ ریل نے سیٹی دی۔ ہم جلدی سے اُترے۔ اور عزیز یعقوب اور اُن کے بزرگوں سے مصافحہ کیا۔ کہ اتنے میں ریل چل دی+

خاکسار ممتاز علی

وحیدہ بیگم صاحبہ کو
تہذیبی بہنوں کا تحفہ

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے۔
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے+

اے قلم۔ اے مبارک قلم میں تجھے کتنی مبارکباد دوں۔ تو نے ایسا مژدہ لکھنے کی عزت پائی ہے جس کا مدت سے انتظار تھا یعنی میری پیاری بہن وحیدہ بیگم کی شادی کتخدائی ہے+ افسوس بعض ایسی وجوہات ہوگئیں۔ کہ میں لاہور نہیں جاسکی۔ مگر میرا دل وہیں رہا۔ کاش میرے پَر ہوتے۔ اور میں اُڑ کر جاتی۔ اور دیکھتی۔ کہ میری بہن کا چاند سا چہرہ دُلھن بن کر کیسا لگ رہا ہے+ ۳ جولائی ۱۹۱۲ء کا دن بھی کیسی خوشی کا دن تھا جبکہ وحیدہ بیگم تبدیل آب و ہوا کی غرض اپنی ایک عزیز بہن کے ہاں بدایوں میں آئیں۔ مجھے اُن سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن وہ زمانہ میرے کنوارپن کا تھا میرا وہاں جانا اچھا نہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اُن کی محبت کی کشش مجھے کشاں کشاں لے گئی۔ میں اپنے عزیزوں کی ہمراہ گئی۔ اور مل آئی+ یہ میری پہلی ملاقات تھی پھر تو میرے دل پر اُن کی محبت۔ ملنساری۔ خوش اخلاقی کا سکّہ ایسا بیٹھا۔ کہ ہر وقت ان کے ملنے کو دل چاہتا میں اُن کی مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے بھی غریب خانے پر تشریف لاکر مجھے مشرف فرمایا۔ تب سے وہ پیاری صورت دیکھنے کو نہیں ملی ہے+ لیکن میں اُنہیں اور وہ مجھے حقیقی بہن سے کم نہیں سمجھتیں+

Taj Tahir Foundation

اس تعلق محبت کے علاوہ جس کے اتفاق سے خاص اسباب پیدا ہو گئے۔ میرا اور سب تہذیبی بہنوں کا ایک تعلق اخباری ہے۔ ۱۹۰۸ء کے اخیر میں جب اڈیٹر مرحوم کا انتقال ہوا۔ تو ہمارا پیارا تہذیب نسواں سخت خطرے میں پڑ گیا تھا۔ مگر ہماری پیاری بہن نے ایسے نازک وقت میں اخبار کو سنبھالا۔ اور چار برس اسے برابر خوبی سے چلا کر خدمتگزاری قومی کا حق ادا کیا۔ اب جو وہ اپنے اس قومی کارگراں بار سے علیحدہ ہونے لگیں۔ تو میں نے سوچا۔ کہ ہمیں ان کی بیش بہا خدمات کی شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہیئے۔ افسوس اس بات کا خیال مجھے بہت تنگ وقت میں آیا۔ اور میں جلد اس بات کا فیصلہ نہ کر سکی کہ اظہار شکرگزاری کے لئے کیا کیا جائے۔ مجھے یہ بہتر معلوم ہوا تھا۔ کہ اس تقریب پر ہر تہذیبی بہن تہذیب نسواں کا ایک ایک خریدار پیدا کرے۔ میں نے چند بہنوں سے اس باب میں خط وکتابت کی۔ مگر ہم سب بھی کسی بات پر اتفاق نہ کر سکیں۔ آخر یہ بات قبلہ مولوی سید ممتاز علی صاحب کے کان تک پہنچی اور جیسا کہ اخبار سے ظاہر ہوتا ہے۔ بیگم آنریبل نواب محمد ذوالفقار علی خاں کے مشورے سے وحیدہ بیگم صاحبہ کو تہذیبی بہنوں کی طرف سے ایک گولڈن واچ کا دیا جانا پسند کیا گیا۔ اتنا وقت نہ تھا۔ کہ اخبار کے ذریعے اطلاع پر اکتفا کی جاتی۔ میں نے خود بہت سے خطوط لکھے۔ چنانچہ اس تنگ وقت میں ہی بہنوں نے میری تحریک کو سرسبز کر دکھایا۔

ان بہنوں میں سب سے زیادہ شکریہ کی مستحق بیگم نواب صاحب ممدوح ہیں۔ جن کی رقم بھی سب سے زیادہ ہے۔ اور جن کی تجویز بھی سب سے بہتر متصور ہوئی۔

ہماری بہن وحیدہ بیگم کو خدا نے اپنے فضل سے سب کچھ دیا ہے۔ اور خدا جانے اُن کے گھر میں کتنی گھڑیاں ہوں گی۔ مگر جس محبّت اور شکرگزاری کے ساتھ یہ گھڑی تہذیبی تحفہ کے طور پر انہیں دی گئی ہے۔ اس کا اثر ان کے دل پر ضرور ہو گا۔

اب میں اپنی اس تحریر کو اس دُعا پر ختم کرتی ہوں۔ کہ مسٹر یعقوب اور مسنر یعقوب میں سچّی دلی محبّت واُلفت ہو۔ وہ ہمیشہ خوش وخرم رہیں۔ اور دونوں مل کر قومی کام خصوصاً ترقی تعلیم نسواں میں ایسی کوشش کریں۔ کہ دونو کا نام قوم میں آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکے۔

اب میں ان بہنوں کے نام شکریہ کے ساتھ لکھنا چاہتی تھی۔ جو تہذیبی تحفہ کے چندہ میں شریک ہوئیں۔ اور اُن کے چندے کی تعداد بھی لکھتی۔ مگر جگہ نہیں رہی۔ اگلے اخبار میں لکھوں گی۔

خاکسار مسنر بدر الحسن بدایونی

مینیجر۔ بنت حفیظ اللہ صاحبہ نے شادی کے موقع پر ایک نظم کہی تھی۔ وہ اب تک نہیں چھپ سکی۔ اگلے پرچے میں انشاء اللہ وہ بھی چھاپی جائے گی۔

Taj Tamir Foundation

خبریں اور نوٹ

لنڈن - ۱۳ مارچ + ٹرکی جنگی جہاز حمیدیہ نے گیورونی ڈی میڈوا پر گولہ باری کی - اس کے بعد وہ ساحل اٹلی کی طرف چلا گیا - اس کارروائی سے سرویا کو بہت تشویش ہوئی ہے - کیونکہ وہ سقوطری کے محاصرہ میں شریک ہونے کے لئے فوجیں اور باربرداری کے جہاز روانہ کر رہا ہے +

بلگریڈ - ۱۳ مارچ + حمیدیہ نے دورازو پر گولہ باری کرنے کے بعد آگے بڑھ کر سرویا کی بارکوں پر گولے برسائے - لیکن وہ کچھ کارگر نہ ہوئے + اس کا جواب سرویا کے توپخانے نے بھی گولوں سے دیا - حمیدیہ نے پیچھے ہٹتے وقت سرویا کے دو باربرداری کے جہازوں پر گولے چلائے + دونو جہازوں کو آگ لگ گئی - سامان رسد اور گولے بارود کو بہت نقصان پہنچا - پچاس آدمی ہلاک ہو گئے +

سٹنیجی - ۱۳ مارچ + جن جہازوں پر حمیدیہ نے گولہ باری کی - وہ ابھی تک جل رہے ہیں - حمیدیہ ساحل اٹلی کی طرف گیا ہے +

صوفیا - ۱۳ مارچ + سلاطین یورپ کی یادداشت کے جواب میں بلقانی یہ درخواست کریں گے - کہ میڈیا سے رڈوسٹو تک کی لین ٹرکی اور بلگیریا کے درمیان سرحد قرار دی جائے - اور تمام فتح کیا ہوا علاقہ اور قلعے اور جزائر ایجین حوالے کئے جائیں - اور تاوان جنگ ادا کیا جائے +

قسطنطنیہ - ۱۴ مارچ + یہاں یہ یقین کیا جاتا ہے - کہ بلقانی ریاستیں سلاطین کے سامنے یہ مزید مطالبہ بھی پیش کریں گی - کہ ٹرکی میں ان کی رعایا کو پورے حقوق عطا کئے جائیں + اس سے صلح کے ہونے میں اور رکاوٹ پیدا ہو گئی - بیچ بچاؤ ناکام ہوتا نظر آتا ہے +

صوفیا - ۱۴ مارچ + سلاطین کے جواب میں بلقانیوں نے بیچ بچاؤ ان شرطوں پر منظور کیا ہے - اول تمام فتح کیا ہوا علاقہ مع ادریانوپل وسقوطری - دوئم جزائر ایجین - سوئم جزیرہ کریٹ دیا جائے + چہارم تاوان جنگ ادا کیا جائے + پنجم بلقانیوں کو اپنی رعیت اور اپنی تجارت کے متعلق جدا عہدنامہ کرنے کا حق حاصل رہے + ششم لڑائی جاری رہے گی +

قسطنطنیہ - ۱۴ مارچ + سب اخبارات لکھتے ہیں - کہ صلح کی نئی شرطیں منظوری کے قابل نہیں - ان سے تو لڑنا ہی بہتر ہے +

سٹنیجی - ۱۴ مارچ + سلاطین نے مانٹی نیگرو سے کہا ہے - کہ وہ سول آبادی کو سقوطری سے چلے جانے کی اجازت دے + مانٹی نیگرو نے جواب دیا - کہ وہ ممالک غیر کے باشندوں کو چلے جانے کی اجازت دے سکتے ہیں +

قسطنطنیہ - ۱۶ مارچ + اسعد پاشا کے پاس

Tajrahi Foundation

مردوں کو محترمہ جانکی بائی سے سبق لینا چاہیئے

پُونا میں علیگڑھ کالج کے نمونے پر مسلمانوں کا ایک اَور کالج بنانے کی تجویز کی گئی ہے + ایک فیاض طبع دردمند مسلمان نے اس کالج میں دس لاکھ روپے کا عطیہ دینے کا اقرار کیا ہے۔ پُونا میں کریم بھائی ابراہیم محمڈن اسکول کے نام سے ایک مدرسہ ہے۔ جس کا سنگ بنیاد ماہ نومبر گزشتہ میں حضور گورنر بمبئی نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا + تجویز ہے۔ کہ یہی اسکول کالج کے درجے تک پہنچا دیا جائے + یہ عالی حوصلگی قابل تعریف ہے +

ہردوار کے قریب اہل ہنود نے گروکل کے نام سے ایک بہت بڑی بھاری درسگاہ قایم کی ہے۔ جس میں طالب علموں کو تمام زمانہ طالب علمی بھر اپنے گھر بار سے جدا رہنا پڑتا ہے۔ اور وہ وہاں اُسی ڈھنگ سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ جس طرح ہندوؤں کے قدیم زمانے میں دستور تھا + یہ گروکل بہت قابل تعریف ترقی کر رہا ہے + حال میں حضور لفٹننٹ گورنر صوبہ جات متحدہ اس تعلیم گاہ کو ملاحظہ فرمانے تشریف لے گئے۔ اور اسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے + سُنا ہے حضور ممدوح کو ہندوانی طرز کا کھانا کھلایا گیا۔ جس میں گوشت بالکل نہ تھا۔ بلکہ پھلکیاں وغیرہ تھیں +

آنربیل مسٹر غزنوی نے یہ رزولیوشن پیش کیا کہ گورنمنٹ ہند کے مسلمان ملازموں کو جُمعہ کی نماز کی چھٹی دی جایا کرے۔ اور یہ حکم تمام ملک ہندوستان میں جاری کیا جائے + گورنمنٹ ہند کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ حضور وایسرائے نے نہایت خوشی سے اس رزولیوشن کو منظور کر لیا ہے۔ وہ مسلمان ملازموں کو جمعہ کی نماز کی اجازت مرحمت فرمانے کا حکم صادر کریں گے +

مگر ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ اس حکم کی تعمیل کس طرح ہوگی + فرض کیجیے۔ کہ کسی عدالت کی پیشی میں ایک مسلمان سررشتہ دار یا مسل خواں کام کر رہا ہے۔ اگر وہ جمعہ کی نماز کے لئے جائے گا۔ تو کیا عدالت کی کل کارروائی اتنی دیر تک بالکل بند رہے گی۔ یا اس مسلمان کی بجائے کوئی دوسرے مذہب کا آدمی کام کرنے کے لئے بُلایا جائے گا + ہماری رائے میں جب تک جُمعہ کو آدھے دن کی تعطیل عام نہ ہوگی۔ کام درستی سے نہ چل سکے گا +

گورنمنٹ ہند کو ملک کے حفظان صحت کا ازبس خیال ہے۔ چنانچہ آیندہ سے ہر سال ۴۵ لاکھ روپے سالانہ کا خرچ گورنمنٹ نے منظور فرمایا ہے +

Taj Tahir Foundation

جمع کیا ہوا مولود شریف عمدہ چھاپہ ۔ ۱ر

خالد بن ولید ۔ خالد بن ولید سپہ سالار اسلام شمشیر خدا کے کارنامے ایسے ہیں کہ مسلمان پڑھیں اور انہیں یاد رکھیں۔ نوجوان ضرور پڑھیں عہ

انوار الاخلاق مختلف دلچسپ اخلاقی مضامین کا مجموعہ بچّوں کے پڑھنے کے قابل ۔ ۴۰ صفحے ۱ر

نعمت خانہ ۔ ہندوستانی کھانوں کی سب سے اچھی کتاب۔ دوسری بار ترمیم کے بعد چھپی ہے۔ قیمت عصہ

بن باسی رستم ۔ سانپ اور نیولے کی لڑائی کا نہایت دلچسپ قصّہ جسے بچّے پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔ قیمت ۴ر

آج کل ۔ جن بہنوں کو آج کا کام کل پر ٹالنے کی عادت ہو۔ وہ اس دلچسپ اور مؤثر کتاب کو پڑھیں۔ از اڈیٹر صاحبہ مرحومہ ۔ ۴ر

نفائس القصص والحکایات سلیس اُردو میں قرآن مجید کے سب قصّے جمع کر دئے گئے۔ خوشخط بچّوں کے کام کی ۔ ۶ر

جیسی کرنی ویسی بھرنی ۔ نئی بیوی ناز بیگم کی بدمزاجیاں اور بدسلوکیاں اپنی سوکن سے اور اُن کا عبرت ناک قیمت ۱ر

اختر النساء بیگم ۔ ایک تعلیم یافتہ سُگھڑ لڑکی کا قصّہ جس نے اپنے باپ کی غلطی اور سوتیلی ماں کی دشمنی سے سخت مصیبتیں جھیلیں۔ اور آخر اپنی تعلیم کی مدد سے سب مشکلات پر فتح پائی ۔ بہت دلچسپ قصّہ شروع کر کے چھوڑنے کو دل نہ چاہے از بنت نذر الباقر صاحبہ ۔ قیمت عصہ

طبعی تعلیم ۔ اس میں ۱۲-۱۴ برس تک کے بچّوں کو اپنے گھر پر کتاب کی مدد کے بغیر علم طب کی تعلیم دینے کا ڈھنگ بتایا ہے۔ نئی طرز کی دلچسپ کتاب۔ ۲۷ صفحے ۔ قیمت ۶ر

طبیب نسواں ۔ زچّہ اور بچّہ کی تندرستی ۔ حفظ صحت کی سب ضروری باتیں۔ دوسری بار چھپی ہے۔ قیمت ۸ر

رفیق عروس ۔ دُلھن کے لئے دلسوز ہمجولی ۔ زندگی کا دستور العمل ۔ طبع چہارم ۔ قیمت ۸ر

سُگھڑ بیٹی ۔ کنواری نوعمر لڑکیوں کی بہترین رہنما ۔ عزیزوں کی تابعداری ۔ جملہ امور خانہ داری کے سلیقہ کی نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔ حال میں دوسری بار عمدہ چھپی ہے۔ قیمت ۱۲ر

شریف بیٹی ۔ ایک تعلیم یافتہ لڑکی کا دلچسپ قصّہ ۔ حال میں دوسری بار چھپی ہے ۔ ۳ر

انگریزی گریمر ۔ نہایت مختصر آسان انگریزی گریمر مصنفہ اڈیٹر صاحبہ مرحومہ ۔ دوبارہ چھپ کر تیار ہے ۔ اس دفعہ اس میں بعض مفید باتیں زیادہ کی گئی ہیں قیمت ۱ر

مادر شفیق ۔ بچّوں کی تربیت مادری حکومت مادری مشکلات ۔ بچّوں کے قصور ۔ دین کی تعلیم ۔ از بچپن کے اُٹھان پر بیش قیمت ہدایات ۔ انگریزی سے

ترجمہ - کتاب کا کاغذ بہت پتلا - صفحہ ۱۱۷ - ۱۰/

سوانح عمری آنحضرت صلعم - یہ مختصر سی کتاب آنحضرت صلعم کی سوانح عمری ہے - جو ایک برہمو سماج کے بزرگ واعظ نے حضرت کی خوبیاں ظاہر کرنے اور اُن کے ذریعے صداقت کو جو ترقی ہوئی ہے - اس کی شکرگزاری میں یہ کتاب لکھی ہے - یہ بزرگ پہلے شخص ہیں جنہوں نے باوجود غیر مسلم ہونے کے پیغمبر اسلام کی اس زور سے تائید کی ہے قیمت ۵/

فارسی آموز - لڑکے اور لڑکیوں کو فارسی سیکھنے میں اس کتاب سے بڑی مدد ملتی ہے قاعدے مختصر آسان کر دئے - ۲/

تاج پھول چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے نصیحتوں کے نہایت آسان سبق - جو وہ بے مدد اُستاد کے خود پڑھ سکیں - ۲/

چند پند بچوں کے لئے آداب مجلس وغیرہ مفید اخلاقی سبق - مع مختصر حالات دُنیا - ۴/

منتخب الحکایات - اس میں تقریباً ۸۰ حکائتیں ایسی درج کی گئی ہیں - جو بچوں کے لئے موجب تفریح ہیں - اور ہر ایک سے نہایت نتیجہ خیز نصیحت نکلتی ہے - ۴/

مرآۃ العروس - اصغری اکبری کا دلچسپ قصہ تعلیم خانہ داری کے لئے نہایت مفید - ۵/

لغات فارسی - فارسی لفظوں کے معنی معلوم کرنے کی کتاب - قیمت ۱۰/

اطلاع - ڈاکٹر ایس کے برمن کی خوبصورت تصویر دار کافوری جنتری ۱۹۱۳ء کی متفرق جگہ کے دس شریف اور پڑھے لکھے آدمیوں کا نام اور پورا پتہ لکھنے پر بلاقیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

روغن پیپرمنٹ اصلی

پیٹ کا درد - بدہضمی - اور ریاح میں یہ بہت مشہور دوا ہے - یہ امریکہ سے منگوایا جاتا ہے - ولایتی پیپرمنٹ سے کہیں بہتر اور مفید ہے قیمت فی شیشی آدھ اونس ۸/ محصولڈاک وغیرہ ایک سے ۴ شیشی تک ۵/

عرق پودینہ اصلی

ہر ایک بچہ دار کو یہ گھر میں رکھنا چاہیئے - یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے - اس کا رنگ بھی مثل پتی کے ہے - اور خوشبو بھی دیتا ہے - ڈاکٹر برمن نے صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش کے بنایا ہے - پیٹ پھولنا - ڈکار آنا - بدہضمی - پیٹ درد - متلی - یہ سب ریاح کی علامت دور کرتی ہے - قیمت ۸/ - خرچ ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵-۶

تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

(ہماری کل ادویات دفتر پیسہ اخبار لاہور سے بھی ملتی ہیں)

از دفتر تہذیب نسواں لاہور باہتمام سید ممتاز علی مالک و منیجر شایع ہوا - (مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور باہتمام عبدالحق)

Taj Tahir Foundation

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیبِ النسوان

قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک ۔/عہ روپے

جو
ایک شریف بی بی نے لڑکیوں کے لئے جاری کیا

جلد ۱۶	لاہور - شنبہ - ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۳ء	نمبر ۱۹

تہذیبِ نسواں

لاہور - ۳ - جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۱ھ

فہرست مضامین

تربیت اولاد .... نواب بیگم آف سچین .. ۲۲۹
تباہ کُن رسمیں .... فاطمہ صغریٰ ۲۳۰
خورشید بیگم .... بشیر الدین احمد .. ۲۳۲
تہذیب نسواں .. . ممتاز علی ۲۳۳
ا .... بنت داؤد الرحمٰن .. ۲۳۵
تھا ...بت پڑھو . خیر النساء ۲۳۷
کی سرکشی ...ت .. ش - د ۲۳۸
.. اشرف النساء ۲۳۹

معلّمہ کی ضرورت

مسلم گرلز اسکول لکھنؤ میں دو معلّمہ کی ضرورت ہے ۔

(۱) جنہوں نے کنڈرگارٹن سکھانے کی سند حاصل کی ہو ۔

(۲) جنہوں نے ڈرل سکھانے کی سند حاصل کی ہو ۔

درخواستیں سیکرٹری مسلم گرلز اسکول لکھنؤ واقع قیصر باغ کے نام آویں ۔

رشتہ - ایک نوعمر با روزگار سُنّی مسلمان کسی غریب شریف لڑکی سے عقد کرنا چاہتا ہے - خط و کتابت معرفت ایم ڈی حسین - ریلوے میل سروس پونا کی جاوے ۔

رشتہ۔ ایک لڑکی قبول صورت۔ شریف خاندان۔ لکھی پڑھی۔ انتظام خانہ داری سے واقف۔ عمر ۱۴ یا ۱۵ سال کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکا کم از کم انٹرنس پاس کردہ ہو۔ خط و کتابت بذریعہ منیجر تہذیب نسواں کے جاوے۔

ہندوستان کی بہنوں کے لئے نایاب تحفہ

اعجاز نما چاول

یعنی ایک معمولی دانہ چاول پر تمام سورہ قل ہو اللہ شریف مع خریدار کے نام کے خوشخط لکھی ہوئی جس کو گلے میں پہننا ناگہانی آفات سے بچاتا اور نادرات زمانہ کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔

۱۵ مئی سنہ ۱۹۱۳ء تک صرف عہ میں منگا لو

پیاری بہنوں یہ وہی نایاب تحفہ معجز نما چاول ہے۔ جس کو لندن کے عجائب خانہ میں دیکھ کر صناعان یورپ بھی دنگ ہیں۔ اور جس کا ہدیہ پہلے لعہ تھا۔ آج تک اس کی تلاوت سوائے بادشاہوں کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی تھی جس نے ایک مرتبہ دیکھا دنگ رہ گیا۔ اور تھوڑے عرصے میں ہزاروں سارٹیفکیٹ معزز بہنوں اور اسلامی بھائیوں نے مرحمت فرمائے میری خاص بہنوں کی متعدد تحریروں نے مجھ کو ایک مرتبہ اور رعایتی اعلان چھپوانے کے واسطے مجبور کر دیا ہے۔ لہذا میں اپنی اُن بہنوں کو جو پہلی اشاعت میں اس متبرک تحفہ کے حاصل کرنے سے محروم رہ گئی تھیں ایک عظیم الشان رعایت کی

خوشخبری سُناتی ہوں

کہ اعجاز نما چاول کا ہدیہ بجائے لعہ کے ۱۵ مئی تک پھر عہ کر دیا ہے۔ (جو محض ایک چاندی کی خوشنما ڈبیا اور ایک خوردبین جس سے حروف موٹے نظر آتے ہیں) وغیرہ وغیرہ کی قیمت ہے۔ بھیجوں گی۔ اور ایک درجن کی خریدار کو محصولڈاک بھی معاف کر دیا ہے۔ ہاں اگر اعجاز نما چاول پر سورۃ اخلاص کا کوئی حرف مع آپ کے نام کے صاف نہ پڑھا جائے۔ تو یہ معمولی قیمت عہ بھی واپس منگالو۔ ۱۵ مئی کے بعد کے خطوں کی عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

(نوٹ) محصولڈاک کے واسطے ۴ر کے ٹکٹ پیشگی بھیج دیں۔ تو بہتر ورنہ محصولڈاک وغیرہ کا صرف وی پی شامل کر دوں گی۔

ملنے کا پتہ:۔ **الف خاتون قاضی اسٹریٹ امروہہ۔ ضلع مراد آباد**

فہرست کتب

یہ کتابیں دفتر تہذیب نسواں لاہور سے نقد ق[illegible] آنے پر یا بذریعہ وی پی روانہ ہوسکتی ہیں۔

نیرنگ خیال شمس العلماء مولوی [illegible] آزاد کی مشہور کتاب تمثیلی مضا[illegible] کلکتہ نہایت عمدہ لکھائی چھپائی۔ کاغذ [illegible] (لاہور سے ملتی ہیں)

عورت کا ایثار

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۳۹)

برتن سب رکھے ہوئے تھے صاف اور ستھرے مگن داس سوچنے لگا - رمبا تو نے رات کو کہا تھا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گی - کیا تو نے وہ بات دل سے کہی تھی؟ مگن داس نے ٹھنڈی سانس لی - اور ناگپور جا[illegible]دہ کرلیا + تکیے کے نیچے سے صندوق[illegible]جی اُٹھائی - تو کاغذ کا ایک ٹکڑا نکل آیا + یہ رمبا کا ایک الوداعی خط تھا + خط کا مضمون یہ تھا :-

میں بہت افسوس سے تم کو چھوڑ رہی ہوں - مگر میرا جانا ضروری تھا + قسمت مجھے یہ اندر کا گھر چھڑا رہی ہے - مجھے بے وفامت کہنا - میں تم سے پھر کبھی ملوں گی + میں جانتی ہوں کہ تم نے میرے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہے مگر تمہارے لئے زندگی میں بہت اُمیدیں ہیں - میں اپنے واسطے تمہیں اُن اُمیدوں سے کیوں دور رکھوں؟ اب تم سے جدا ہوتی ہوں - میری سُدھ نہ بھولنا - میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی + تمہاری رمبا

مگن داس کو دہلی آئے تین مہینے گزر چکے ہیں + اس اثنا میں سب سے بڑا ذاتی تجربہ اُسے یہ ہوا تھا - کہ فکر روزگار اور کثرت مشاغل سے جذبات کی سرکشی کا زور کم کیا جا سکتا ہے + ڈیڑھ سال قبل کا بے فکر نوجوان اب ایک معاملہ فہم مآل اندیش انسان بن گیا تھا - ساگر گھاٹ کے چند روزہ قیام سے اُسے رعایا کی اُن تکالیف کا ذاتی تجربہ ہو گیا تھا - جو کارندوں اور مختاروں کی سخت گیریوں کی بدولت اُنہیں اُٹھانا پڑتی تھیں + اس نے اُس سے ریاست کے انتظام میں بہت مدد دی - اور گو ملازمین دبی زبان سے اُس کی شکایت کرتے تھے - مگر رعایا آسودہ حال تھی +

ہاں جب وہ سب دھندوں سے فرصت پاتا - تو اُسے ساگر گھاٹ کا ہرا بھرا جھونپڑا اور رمبا اُس کے آنکھوں کے سامنے آجاتے + یہ ساری باتیں ایک دلکش خواب کی طرح یاد آکر اُس کے دل کو مسوسنے لگتیں - لیکن کبھی کبھی اس کا خیال اندرا کی طرف بھی جا پہنچتا + گو اُس کے دل میں رمبا کی وہ ہی جگہ تھی - مگر کسی طرح اس میں اندرا کے لئے بھی ایک گوشہ نکل آتا + جن حالتوں اور آفتوں نے اُسے اندرا سے بیزار کر دیا تھا - وہ اب رُخصت ہو گئی ہیں + اب اُسے اندرا سے کچھ ہمدردی ہو گئی تھی + اگر اُس کے مزاج میں غرور ہے - حکومت ہے - تکلّف ہے - شان ہے - تو یہ اُس کا قصور نہیں - یہ رئیس زادیوں کی عام کمزوری ہے + یہی اُن کی تعلیم ہے + وہ بالکل معذور و مجبور ہیں + انہی باتوں کو مدّنظر رکھ کر جہاں وہ رمبا کو یاد کرتا - وہیں اندرا کے استقبال کرنے کو

Taj Tahir Foundation

بھی تیار ہوتا تھا۔ وہ دن بھی دور نہ تھا جب اس کو اس آزمایش کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آج اس کے کئی عزیز امیرانہ شان کے ساتھ اندرا کو رخصت کرانے ناگپور گئے ہیں۔ مگن داس آج غیر معمولی بہت خوش ہے۔ اور بے تابی سے اندرا کا انتظار کر رہا ہے۔ آخر نغمہ پُر شور نے بہو کے آنے کی اطلاع دی۔ مگن داس کمرے میں داخل ہوا۔ اندرا سفید ساڑھی باندھے کھڑی تھی۔ ہاتھوں میں خوشنما چوڑیوں کے سوا اس کے بدن پر ایک زیور بھی نہ تھا۔ مگن داس نے اُسے دیکھا۔ اور متحیر ہو کر بولا۔ رمبا! اور وہ دونو پھر خوب ہنسے

مگن داس کہنے لگا۔ میں تو رمبا کو ایک بھولی بھالی لڑکی سمجھتا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اندرا ہی رمبا بنی ہوئی تھی۔ سال بھر گزرنے کے بعد اندرا نے اپنے شوہر سے کہا۔ کہ کیا رمبا کو بالکل بھول گئے ہو؟ کچھ یاد ہے؟ اس نے چلتے وقت تم سے کیا التجا کی تھی؟

مگن داس نے کہا۔ خوب یاد ہے۔ میں اب بھی رمبا کو اندرا سے زیادہ چاہتا ہوں۔ کیوں تمہیں رشک تو نہیں ہوتا؟ اس پر اندرا ہنس پڑی۔ دوسرے دن دہلی سے ایک قومی جلسے میں شریک ہونے کا بہانہ کر کے روانہ ہو گئے اور ساگر گھاٹ جا پہنچے۔ وہ جھونپڑا سادگی اور سچی خوشی کا مندر۔ پھولوں اور سبزے سے لہرا رہا تھا۔ چمپا مالن اُنہیں وہاں ملی۔ گاؤں کے زمیندار اُن کو ملنے آئے۔ کئی دن تک مگن داس کو پھر گھوڑے نکالنے پڑے۔ رمبا کنوئیں سے پانی لاتی۔ کھانا پکاتی۔ پھر چکّی پیستی۔ گاؤں کی عورتیں پھر اُس سے اپنے کُرتے اور بچّوں کی ٹوپیاں سلواتیں۔ اسی طرح ہنسی خوشی ایک ہفتہ گزارنے کے بعد واپس دہلی آ گئے۔ اب دس سال گُزرنے پر بھی سال میں ایک دفعہ اُس جھونپڑے کے نصیب جاگتے ہیں۔

مسز عزیز الدین

شوہر کی شکایت

تہذیب ۱۵ مارچ میں بہن ا۔ ن۔ ب صاحبہ کا مضمون "بے بسی" دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا۔ اس قسم کے مضمونوں میں ذرا غور سے کام لینا چاہیئے اس قسم کی تحریریں ہمارے مردوں کو تہذیب نسواں سے متنفّر کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔ ہم کو چاہیے کہ ایک پرچہ جو ہماری بھلائی اور بہتری کے لئے چھپتا ہے۔ اس کا استعمال جایز طور سے کریں اور اس سے فایدہ اُٹھائیں۔ نہ کہ اس کو بے جا شکایتوں کا مرکز بنا کر مردوں کا اس کا دشمن بنا دیں۔ اور پھر یہ شکایت۔ کہ ہم کو اخبار یا رسالہ پڑھنے نہیں دیتے۔ میں نے اڈیٹر صاحبہ مرحومہ کی یہ نصیحت رفیق عروس میں بارہا غور سے

پڑھی ہے۔ کہ" اگر تمہارا شوہر تعلیم کو بُرا سمجھتا ہے۔ تو تم کو علم جیسی بے بہا چیز کو اس کی خاطر سے چھوڑ دینا چاہیئے"۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ پیارے تہذیب میں اسکے خلاف مضمون چھپیں +

بہن موصوفہ نے جبکہ اپنے شوہر کی شکایت لکھنے میں ان کا خوف نہ کیا۔ تو اڈیٹر صاحبہ کی شادی کے تحفہ میں چندہ دینا اور اخبار خریدنا کیا مشکل ہے + میرے خیال میں تو کوئی تعلیم یافتہ عورت اس قسم کا مضمون اخبار میں لکھنا پسند نہ کرتیں۔ کیونکہ اس قسم کی باتیں ہی تہذیب نسواں اور تعلیم نسواں کو بدنام کرنے کا باعث ہوتی ہیں + ہم کو صبر کے ساتھ اسی حالت کو منظور کر لینا چاہیئے۔ جو خدا نے ہماری قسمت میں لکھ دی + اب ہمیں اسی طرح رہنا پڑے گا۔ جس کو کہ ہمارا شوہر پسند کرے۔ خواہ وہ کتنا ہی ہماری مرضی کے خلاف کیوں نہ ہو + میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ خود کو دوسروں کی نگاہوں میں ذلیل کرنا کیوں اُن بہن صاحبہ نے پسند کیا + میں یہ خوب جانتی ہوں۔ کہ ہر شخص اپنی مرضی کے خلاف حالت کو ناپسند کرتا ہے۔ مگر ہر ذی عقل اس بات کو پسند کرے گا۔ کہ بجائے اخبار میں اپنی شکایت لکھنے کے اپنے شوہر کے ہم خیال ہونے کی کوشش کرنا زیادہ مفید ہوگا + اپنی پچھلی حالت کو بھول جانا چاہیئے۔ کنوارپن کی آزادیاں کہاں نصیب ہوتی ہیں + ایسا کرنے سے آہستہ آہستہ اس کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر یہی زندگی بھلی معلوم ہونے لگتی ہے + اپنے شوہر کی اطاعت اور خدمت سب پر فرض ہے اور اس سے دین و دُنیا دونوں میں فایدہ ہے۔

میں ان اعتراضوں کا جواب بھی لکھتی۔ جو کہ بہن صاحبہ نے اپنے شوہر کیئے ہیں۔ مگر مضمون کی طوالت کا خوف ہے۔ میں بہن موصوفہ سے معافی مانگ کر ختم کرتی ہوں +

راقمہ مسز سلام الدین

نجمہ کے خیالات

رات کے بارہ بج چکے ہیں۔ چرند پرند انسان حیوان خواب غفلت میں محو اور دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہیں۔ ہر طرف سناٹا ہے۔ مگر ایک کمسن لڑکی بستر پر کروٹیں بدل رہی ہے۔ چہرہ سے پریشانی و سراسیمگی ظاہر ہے + سُرخ اور غم آلود آنکھیں کہہ رہی ہیں۔ کہ یہ پہاڑ سی رات جاگتے کٹےگی + وہ اپنے خیالات میں اس قدر محو ہے کہ نیند کا بھول کر بھی دھیان نہیں آتا + اُس کے پاس نہ کوئی ہمدم ہے۔ نہ انیس۔ نہ بات کرنے والا ہے۔ نہ جلیس۔ اس کی سیہ بختی ہے اور اندھیری رات۔ بےکسی ہے۔ اور اس کی ذات لے دے کر سوز دل کا ساتھ دینے والی ہے۔ تو

Taj Tahir Foundation

محض ایک ٹمٹماتی شمع۔ اور وہ بھی چند گھنٹوں کے لئے۔

وہ اپنے دل سے اس طرح باتیں کر رہی ہے

ہائے امّاں جان کی زندگی کا زمانہ بھی کیا زمانہ تھا۔ کہ میرے لئے تمام آرام کے سامان موجود تھے۔ جس چیز کی میں خواہش ظاہر کرتی تھی۔ فوراً منگائی جاتی تھی۔ ابّا جان بھی میری ہر ایک خوشی کو پورا کرتے تھے۔ میرا دل ہاتھوں میں رکھتے تھے۔ مجھے وہ یاد ہے۔ کہ میری سہیلی سوشیلا مجھے ملنے آئی۔ وہ بنارسی ساڑھی باندھے ہوئے تھی۔ مجھے اس کی وہ ساڑھی بہت اچھی لگی۔ میں نے امّاں جان سے کہا۔ کہ ہمیں بھی ایسی ساڑھی منگا دیجیے۔ دوسرے ہی دن میرے لئے بنارسی ساڑھی آگئی۔

میرے بکس میں دس دس جوڑے اور پندرہ پندرہ ساڑھیاں رہا کرتی تھیں۔ یا اب یہ وقت ہے۔ کہ ایک ایک کو ترستی ہوں۔ جس روز سے امّاں جان نے کفن کی چادر مُنہ پر لے کر مجھ سے پردہ کیا ہے۔ مجھے کوئی نیا کپڑا نہیں جُڑا۔ اُسی زمانہ کے پھٹے پُرانے کپڑے پہن رہی ہوں۔ دو ہفتے کا عرصہ ہوا۔ جب میں نے دُلھن امّاں سے کہا تھا۔ کہ میرے پاس سُوتی ساڑھیاں بھی نہیں رہیں۔ جس کا جواب ملا۔ کہ اپنے ابّا سے کہو۔ اُنہوں نے بھی متواتر تقاضوں کے بعد کہا۔ کہ جب خرچ ہوگا۔ منگا دیں گے۔ دُلھن امّاں کو اور ابّا جان کو اتنا خیال نہیں۔ کہ میرے چیتھڑے لگے ہوئے ہیں۔ دیکھنے والے نام دھریں گے۔ بس یہ سمجھو کہ امّاں جان کے اُٹھ جانے سے اُن کے دل سے میری محبت بھی اُٹھ گئی۔ امّاں جان ہمیشہ مجھے ولایتی گرگابی پہنایا کرتی تھیں۔ اب دیسی گرگابی بھی میرے پاؤں سے بالکل ٹوٹ کر اُترتی ہے۔ امّاں جان کیسے شوق سے ہر روز صبح کو میرے بال بنایا کرتی تھیں۔ اب مجھے پندرہ پندرہ روز گزر جاتے ہیں۔ کوئی میری کنگھی چوٹی کی خبر نہیں لیتا۔

غرض امّاں جان کی شفقت کو کہاں تک یاد کروں۔ اور کس کس بات کو روؤں؟

امّاں جان میری پیاری امّاں جان۔ تم کہاں ہو۔ اپنی چہیتی نجمہ کی خبر نہیں لیتیں؟ دیکھو تمہاری نجمہ کیسے کسمپرسی کے عالم میں ہے۔ اور کس قدر پریشان ہے۔

نجمہ یہ کہہ کر زار قطار رونے لگی۔ یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی۔ اور ان ہچکیوں سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسے اب معلوم ہوا۔ کہ میں خواب دیکھ رہی تھی۔ راقمہ مسز خواجہ علی احمد انصاری۔ بٹالہ پنجاب

تُرکی تمسکات

آجکل جو مصیبت ٹرکی پر دُشمنوں نے ڈھا رکھی ہے۔ اس سے کوئی مسلمان بے خبر نہیں۔ ان کی

Taj Tahir Foundation

مصیبت جب ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ تو بے اختیار ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں + ہمارے دل ہر وقت بےچین رہتے ہیں + ان کی مصیبت کی کوئی انتہا نہیں + آہ بلقانیوں نے جو ظلم وستم ترکوں پر کئے ہیں۔ انہیں کون بیان کر سکتا ہے۔ انہوں نے جس بے رحمی سے مصیبت زدہ عورتوں اور معصوم بچوں کو قتل کیا ہے۔ اس کی مثال کسی قوم میں نہیں مل سکتی + ان مہذب درندوں نے ایسی شرمناک حرکتیں کی ہیں۔ جو کوئی وحشی بھی نہیں کر سکتا +

اہل اسلام کے لئے یہ بہت نازک وقت ہے چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر رکھا ہے۔ ایسے وقت میں ان کی مدد کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے + ظاہر ہے۔ کہ ہم ہندوستانی مسلمان عورتوں سے عملی مدد نہیں ہو سکتی + موجودہ صورت میں ہم یہی کر سکتی ہیں۔ کہ انہیں مالی مدد دیں اس کی بہترین صورت یہ ہے۔ کہ ترکی تمسکات خرید کئے جائیں + ہز ہائینس سر آغا خاں نے اس تجویز کی بے انتہا تائید کی ہے۔ اور خود آپ نے ایک لاکھ روپیہ کے اور ان کی ہمشیرہ صاحبہ نے ۲۵ ہزار روپیہ کے تمسکات خرید فرمائے ہیں + ترکی گورنمنٹ نے پرامیسری نوٹ کے طریق پر کاغذات جاری کئے ہیں۔ ایک کاغذ کی مالیت ساڑھے سات روپیہ ہے + ہر ایک کو اختیار ہے۔ کہ اس طرح کا ایک کاغذ خریدے۔ یا کئی ہزار خریدے + خریدار کو پانچ فی صدی سالانہ سود ملے گا۔ یعنے کسی نے سو روپے کے ایسے کاغذات خریدے ہوں۔ تو ایک سال کے بعد سے پانچ روپے ملیں گے + ترکی گورنمنٹ پانچ سال کے بعد یہ کاغذات خریداروں سے واپس لے لے گی۔ اور جس قدر ان کی مالیت ہوگی۔ اتنی رقم ادا کر دے گی + اس طرح ہر سال خریداروں کو منافع ملتا رہے گا۔ اور پانچ سال کے بعد پوری رقم واپس مل جائے گی + البتہ جو سود نہ لینا چاہیں۔ ان کو نہیں دیا جائے گا۔ اور ان کا روپیہ قرض حسنہ تصور ہوگا +

ظاہر ہے کہ یہ سراسر فایدہ مند تجویز ہے۔ اور نقصان کا اس میں بالکل اندیشہ نہیں + اگر اس طریقہ سے پندرہ دن میں ترکی گورنمنٹ کو چار پانچ کروڑ روپے مل جائیں۔ تو ان کی فوج کی بہت اچھی حالت ہو جائے + پھر وہ بلقان سے برابر جنگ جاری رکھ سکیں۔ اور کیا عجب اللہ تعالی دشمنوں کو شکست دے + آجکل سلطنت عثمانیہ کو سب سے زیادہ ضرورت روپے کی ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ ان کی مدد کرے + یہ روپیہ سلطنت عثمانیہ کو یورپ سے بآسانی مل جاتا۔ اگر آج کل بلقان سے جنگ نہ ہوتی۔ لیکن اس جنگ کی وجہ سے تمام یورپ کی طاقتوں نے اتفاق کر لیا ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ کو روپیہ نہ دیا جائے۔ اس لئے وہ اپنے ملک کے مہاجنوں کو تمسکات عثمانیہ خریدنے سے روکتے ہیں +

یہ تمسکات ہندوستان کے اکثر بنکوں سے مل سکتے ہیں جس میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ الائنس بنک شملہ۔ پنجاب بنکنگ کمپنی لاہور۔ پونا بنک۔ فرنچ بنک بمبئی۔ ان بنکوں کو روپے بذریعہ منی آڈر بھجوا دئے جائیں۔ وہ عثمانی تمسکات خرید کے خریدار کے نام بھجوا دیں گے + جس قدر جلد ہو سکے اس کام کو انجام دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر مالی مدد عثمانی گورنمنٹ کو جلد نہ ملی۔ تو وہ جنگ موقوف کرنے پر مجبور ہوگی۔ پندرہ دن کے اندر مطلوبہ رقم یعنے چار پانچ کروڑ ان کو پہنچ جانی چاہیئے +

میری معزز بہنو۔ جہاں تک ہو سکے اپنے تُرکی بھائیوں کی مدد کرو۔ اور تمسکات خریدو۔ اور جو بہنیں اخبار نہیں پڑھتیں۔ اُن کو بھی تمسکات خریدنے پر آمادہ کرو + ساڑھے سات روپیہ کُچھ زیادہ نہیں ہیں + ہر ایک بہن بہ آسانی چار چھ کاغذ یا جس قدر چاہیں خرید سکتی ہیں + تمسکات خریدنے میں کوئی بہن پس و پیش نہ کریں۔ بلا دریغ خریدیں + جن بہنوں کے پاس روپیہ نہیں۔ وہ زیور بیچ کر تمسکات خریدیں + اللہ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں سلطنت عثمانیہ کو فتح دیوے +

مجھے حیرت ہے۔ کہ تہذیب نسواں نے بہنوں کو ایسی ضروری تجویز کی طرف متوجہ کیوں نہیں کیا + اگر مولوی صاحب جلد یہ تجویز پیش کرتے۔ تو اب تک بہت سی بہنیں تمسکات خرید چکی ہوتیں + اگر تمسکات خریدنے میں دیر کی گئی تو بقول مسٹر محمد علی اُڈیٹر کامریڈ پھر بیس کروڑ روپیہ بھی بھجوایا گیا۔ تو سلطنت عثمانیہ کے کسی کام کا نہیں۔ جہاں تک ہو سکے۔ اس کام کو بہت جلد انجام دینا چاہیئے +

خاکسار خورشید بیگم۔ از پُونا

منیجر۔ ٹرکی کو قرض دینے کے دو طریقے نکلے ہیں۔ ایک ترکی تمسکات کے ذریعے سے۔ اور ایک اُن تمسکات کے ذریعے جو اورینٹ بنک لاہور نے جاری کئے ہیں مجھے اورینٹ بنک لاہور کا طریق محفوظ اور قابل اطمینان معلوم نہیں ہوتا + میں اس بنک کے منیجر سے دو دفعہ اس غرض سے ملا۔ کہ اس باب میں پُورا اطمینان کروں۔ مگر وہ نہیں کر سکے + اُنہوں نے عنقریب مجھے اطمینان دلانے کا وعدہ کیا ہے + اس وجہ سے اخبار میں اب تک کچھ نہ لکھا گیا جن تمسکات عثمانی کی سفارش مسٹر محمد علی نے کی ہے۔ وہ بالکل محفوظ ہیں + جو بہنیں اس ملک کے بنکوں میں اپنا روپیہ رکھتی ہیں۔ اگر وہ اس روپے کو ان تمسکات کی خرید میں لگائیں۔ تو ہم خرما و ہم ثواب کی بات ہوگی + جو لوگ اپنے روپے پر سود لینا چاہیں۔ وہ سود بھی لے سکتے ہیں۔ مظلوم ترکوں کو یورپ کے بنک سُود پر بھی روپیہ نہیں دیتے پس سود پر یا بے سود جس طرح میں پڑے ٹرکی کو روپیہ دینا چاہیئے +

پان اور اس کی کاشت

ہندوستان میں مشرق سے لے کر مغرب تک۔ اور

Taj Tahir Foundation

شمال سے لے کر جنوب تک پان کھانے کا رواج ہر حصہ ملک میں کم وبیش جاری ہے۔ اور ایک عرصہ دراز سے چلا آتا ہے ٭

میں نے یہ دریافت کرنے کی بہت کوشش کی کہ یہ کس طرح ایجاد ہوا۔ اور کس نے ایجاد کیا۔ مگر کوئی صحیح روایت ایسی نہ مل سکی۔ کہ جس سے اُس کے موجد کا پتہ لگتا٭ میں نے اپنی اس تھوڑی سی عمر میں ہندوستان کے چار حصے دیکھے ہیں۔ پنجاب۔ ممالک متحدہ۔ راجپوتانے کا کچھ حصہ۔ اور ممالک متوسط اور دکن۔ اور ان ملکوں میں پان کھانے کے طریقے اور رواج پر غور کیا٭ غور کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ ایجاد بھی حکمت کی رُو سے ہوئی ہے٭ جس ملک کے پانی میں چونے کا اثر کم ہے۔ وہاں بکثرت پان کھائے جاتے ہیں۔ اور جہاں چُونے کا اثر کافی مقدار میں ہے وہاں کم۔ اور چونکہ چُونا انسان کی ہڈیوں کو طاقت دینے اور بڑھنے کے واسطے ضروری ہے۔ لہٰذا ایسے مُلکوں میں جہاں پانی میں چُونا کم ہوتا ہے۔ وہاں پانی کے ذریعے سے مقدار برابر کر لی جاتی ہے۔ مثلاً پنجاب اور راجپوتانہ میں پان بہت کم کھایا جاتا ہے۔ اور ممالک متوسط اور دکن میں جہاں چونہ کم ہوتا ہے۔ وہاں پان کھانے کا رواج بہت زیادہ ہے٭ ممالک متوسط اور دکن میں تو میں نے یہاں تک دیکھا۔ کہ معمولی دیہاتی مزدوری پیشہ عورتیں اور مرد اپنے ہمراہ پان کا بٹوہ اور چُونے کی ڈبیا مزدوری کے وقت لے جاتے ہیں۔ اور ہر وقت اُن کے مُنہ میں پان کی گلوری رہتی ہے۔ اور انہیں ملکوں میں پان زیادہ ہوتا ہے٭ برخلاف شمالی ہندوستان کے ممالک متوسط اور دکن میں سُوکھا کتھّہ اور چُونا پان میں استعمال ہوتا ہے۔ اور پان کے پیش کرنے کا طریقہ بھی نرالا ہے٭ وہ یہ ہے۔ کہ ایک گول کشتی میں بغیر لگے ہوئے پان چھالیہ کے کترے ہوئے پرت سُوکھا پسا ہوا کتھا کھوپرا وغیرہ لگا کر اور بیچ میں چُونے کی ڈبیا رکھ کر مہمان کے آگے پیش کی جاتی ہے۔ اور مہمان خود پان بنا کر کھاتا ہے۔ اور اگر کئی مہمان ہوں۔ تو ایک کے بعد دوسرے کے سامنے کشتی رکھی جاتی ہے بعض سلیقے والی بیبیاں یہ بھی کرتی ہیں۔ کہ بے سُوکھے ہوئے کتھے کو ایک ڈبیا میں جس کے اوپر باریک باریک چھید ہوتے ہیں رکھ کر کشتی میں رکھ دیتی ہیں۔ تاکہ پان بنانے والا چونا لگا کر ڈبیا سے کتھا چھڑک لے٭

اُن بہنوں کی آگاہی کے واسطے جنہوں نے پان کی کاشت نہیں دیکھی ہے۔ پان کے بونے اور کاشت کرنے کا طریقہ بھی لکھے دیتی ہوں٭ ممالک متوسط میں پان کے کھیت یا بغیچے کو ٹانڈا کہتے ہیں٭ ٹانڈا اس ملک میں اس طور سے لگایا جاتا ہے۔ کہ پہلے زمین کو اچھی طرح صاف کر کے اُس میں درخت پاس پاس بو دیتے ہیں۔ اور کھیت کو چاروں طرف سے ٹٹیوں سے گھیر دیتے ہیں٭ جب وہ بڑھ کر ایسے گھنے

ہو جاتے ہیں۔ کہ دھوپ زمین پر نہ آسکے۔ تو پاس پاس لکڑیاں گاڑ کر پان کی بیل کی قلم لگاتے ہیں پان کی بیل ان لکڑیوں پر چڑھائی جاتی ہے۔ تین سال میں یہ ٹانڈا بن کر تیار ہو جاتا ہے۔ اور دس بارہ سال تک رہتا ہے + ریاست ہائے گوالیار اندور بھوپال وغیرہ میں بھی پان کی کاشت اسی طرح ہوتی ہے۔ لیکن فرق اتنا ہے۔ کہ بجائے درختوں کے پان کے ٹانڈوں کو اوپر سے بھی ٹٹیوں سے چھا دیتے ہیں + ان ملکوں کے ٹانڈوں کو میں نے اندر سے نہیں دیکھا۔ مگر دہلی سے بھوپال آتے وقت ریل سے صاف دکھائی دیتے ہیں + ممالک متوسط کے ٹانڈوں کو اندر جا کر میں نے دیکھا۔ بہت خوشنما ہوتے ہیں۔ اور اندر ٹھنڈ اس قدر ہوتی ہے۔ کہ گرمیوں میں باہر آنے کو دل نہیں چاہتا + اسی ٹھنڈ کی وجہ سے اکثر شیر اور تیندوے بھی گرمیوں میں وہاں آجایا کرتے ہیں +

راقمہ خاکسار الف بیگم دہلوی۔
از کاٹول ضلع ناگپور

مبارکباد

خوشی زمانے میں ہر روز آ نہیں سکتی۔
یہ اپنی شکل ہمیشہ دکھا نہیں سکتی +
نصیب سے جو میسر خوشی کا ہے سامان۔
خدا کا شکر ہے۔ اے دل۔ اسے غنیمت جان +
تجھے جو آج میسر ہوا خوشی کا دن۔
خدا کا فضل ہے یہ۔ تو اسے مبارک گن +
تھی اک زمانے سے امید لگ رہی جس کی۔
ہزار شکر کہ اب وہ مسرت آ پہنچی +
ہوئی ہے عیش و مسرت سے گھر کی آبادی۔
ہماری بہن وحیدہ کی ہو گئی شادی +
ہے اُن کے اسم گرامی سے اک جہاں آگاہ۔
عزیز بہن کا ہے ساتھ حسن کے عقد ہوا +
بڑے وکیل ہیں۔ یعقوب نام ہے اُن کا۔
مراد آباد جو ہے۔ وہاں مقام ہے اُن کا +
"علیگ" لکھنا تھا گو ساتھ نام کے کافی۔
مگر وہ ہو گئے کالج کے ٹرسٹی بھی +
دعا خدا سے یہ ہے۔ سازگار شادی ہو۔
خوشی کے باغ کے حق میں بہار شادی ہو +
ہم اس کے نیک نتیجے کو آنکھ سے دیکھیں۔
بہن وحیدہ گھر اپنے ہنسی خوشی سے رہیں +
جناب مولوی صاحب کو۔ سب عزیزوں کو۔
دعا ہے دل سے۔ یہ تقریب اب مبارک ہو +

بنت حفیظ اللہ۔ امرتسر

یونیورسٹی فنڈ سے
ٹرکی کو قرض دینے کی تجویز

۲ نومبر ۱۹۱۲ء کو لاہور کے ایک عظیم الشان جلسے میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی۔ کہ ٹرکی پر جو سخت قیامت

* افسوس اس وقت میں پورا نام نہیں چھپ سکا +

ٹوٹ رہی ہے۔ اور جس سے تمام دنیا کے مسلمان بے قرار ہیں۔ اس کا خیال کر کے۔ اور یہ دیکھ کر کہ مجوزہ یونیورسٹی کے باب میں ہم میں ابھی اس قدر اختلافات ہیں۔ کہ بہت جلد اس کا چارٹر ملنے کی اُمید نہیں۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ یونیورسٹی فنڈ کا روپیہ ٹرکی کو قرض دیدیا جائے۔

ہم نے اس تجویز کو پسند کیا تھا۔ اور مسلمانوں کے حق میں اسے بہت مناسب سمجھا تھا صرف اتنا اختلاف ہم نے کیا تھا۔ کہ کل روپیہ نہ دیا جائے۔ بلکہ اس کا ایک جزو دیا جائے +

ہماری اس تجویز پر علیگی پارٹی میں سے کسی بزرگ نے ۱۳ نومبر ۱۲ء کے علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں بڑے مدو شد سے ایک مضمون ہمارے خلاف لکھا۔ جسے ان کی پارٹی نے بہت پسند کیا + وہ مضمون تو بہت طویل ہے۔ مگر ہم اس کے چند فقرے یہاں نقل کرتے ہیں :-

"مولوی سید ممتاز علی صاحب کے خیالات جو یونیورسٹی کے متعلق ہیں۔ ان سے ناظرین بخوبی واقف ہوں گے۔ مسٹر عبد اللہ ماموں سہروردی کلکتہ بھی وہی خیالات رکھتے ہیں جو سید ممتاز علی صاحب کے ہیں + یہ ہر دو بزرگ اور بھی بہت سی خصوصیات مشترک رکھتے ہیں + سید ممتاز علی صاحب قومی کاموں کی مخالفت کے لئے ممتاز ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ ان کی مخالفت کا قوم پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوا + اب پبلک ان دونو بزرگوں کی رائے کے متعلق بخوبی غور کے بعد نتیجہ پر پہنچ سکتی ہے۔ کہ آیا کوئی تحریک یا کوئی رائے جو ان کی طرف سے پبلک کے سامنے پیش ہو۔ اور جس کا منشا ہندوستان کے مسلمانوں کے سب سے بڑے **قومی مقصد** کو غارت کرنا ہو۔ آیا قوم کے فہمیدہ اصحاب کو اس کی طرف توجہ کرنا چاہیئے یا نہیں + مولوی ممتاز علی صاحب تو ایک جدت پسند بزرگ ہیں۔ ان کو یونیورسٹی کو بنیاد سے اُکھاڑنے کا جو موقع ملتا ہے۔ اس کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے + اب جناب موصوف نے یہ رائے دی ہے۔ کہ ٹرکش ریلیف فنڈ کے لئے یہ کُل* روپیہ دے دیا جائے + سید ممتاز علی صاحب نے لاہور کے ایک اسلامی جلسہ کا حوالہ دیا ہے۔ کہ اس کے سامنے یہ تجویز پیش ہوئی۔ پھر اپنی رائے عالی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک ضرور روپیہ دے دینا چاہیئے۔ اور نیز یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ لاہور کے سب مسلمانوں کی یہی رائے ہے۔ جو ہماری رائے ہے +

ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تجویز جو جلسے کے سامنے پیش ہوئی۔ اس کے پیش کرنے والے یا تو مولوی ممتاز علی صاحب ہوں گے۔ یا ان کے کوئی دوست اور ہم خیال ہوں گے۔ اور یہ تجویز قصداً یونیورسٹی کو نقصان پہنچانے کی غرض سے پیش کی گئی ہوگی۔ اور یہ فقرہ۔ کہ لاہور کے مسلمانوں میں کوئی فرد بشر ایسا نہ ہوگا۔ جس نے اس تجویز کو پسند

* حالانکہ ہم نے کل نہیں بلکہ جزو لکھا تھا۔

Taj Tahir Foundation

نہ کیا ہو۔ مولوی ممتاز علی صاحب کی ایجاد ہے۔ اور اس سے ہم پبلک کو سخت مغالطہ ہو سکتا ہے + مسلمانوں کو جو ہمدردی ترکوں سے ہے وہ مولوی ممتاز علی صاحب یا مسٹر عبداللہ سہروردی صاحب کی سفارش کی محتاج نہیں۔ مسلمان اس مصیبت سے بڑھ کر اور کسی مصیبت کو نہیں سمجھتے۔ لیکن مسلمانان ہند کے ساتھ سخت بے انصافی ہوگی + اگر یہ کہا جائے۔ کہ وہ حتے المقدور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مالی امداد نہیں کرتے۔ اور اگر مولوی ممتاز علی صاحب اور سہروردی صاحب قوم کو اس بات کا یقین دلادیں۔ کہ یونیورسٹی کی قربانی سے دنیا میں ترکوں کی سرسبزی اور بحالی ہو جائے گی۔ اور وہ پھر اپنی پہلی شان و شوکت قائم کر سکیں گے۔ تو ہندوستان کے مسلمان اس بات پر بھی رضامند ہو جاویں گے۔ کہ اپنے اعلے سے اعلے قومی مقصد کو دوسرے ملک کے اسلامی بھائیوں کی ضرورت پر بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ مگر اس بات کا یقین دلانا۔ ان دونو صاحبوں کے امکان میں نہیں ہے۔ اور نہ کوئی شخص ایسی لغویات کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔ کہ یہ تجویز ترکوں کو فائدہ پہنچائے گی پس ہم ان ہر دو بزرگوں کی اس تجدد رائے کو بھی محض یونیورسٹی کی مخالفت کا ایک نیا پہلو تصور کرتے ہیں۔ اس رائے میں اور کوئی زیادہ اصلیت نہیں ہم مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اس سے ترکوں کو ذرہ برابر بھی نفع نہیں پہنچ سکتا" +

یہ خلاصہ ہے ممتاز بزرگ قوم کی تحریر کا + ان بزرگ قوم کو اتنا حوصلہ نہیں ہوا۔ کہ مردانہ وار دنیا کے سامنے آتے۔ اور اپنا نام نامی ظاہر فرماتے +

اس تحریر کے ایک مہینے کے بعد عالی جناب نواب وقار الملک نے بھی اس مضمون پر قلم اٹھایا۔ اور جو کچھ تحریر فرمایا۔ اس کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں یہ تھا:۔

"بعض اصحاب کی رائے یہ ہے۔ کہ مسلم یونیورسٹی فنڈ کو اس وقت بطریق قرض ترکی گورنمنٹ کو دے دیا جائے + بلاشبہ جو مصیبت اس وقت ترکوں پر پڑ رہی ہے۔ اس سے تمام دنیائے اسلام اس وقت متاثر ہو رہی ہے۔ اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ کہ اس وقت ترک جس نرغہ میں آ رہے ہیں۔ اس سے خود اسلام خطرہ کی حالت میں ہے۔ اور اس لئے اس قسم کے خیالات کا پیدا ہونا کوئی مقام تعجب نہیں ہے۔ لیکن جب اس مسئلہ پر غائر نظر ڈالی جاتی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا رائیں جو یونیورسٹی فنڈ کے متعلق پیش کی گئی ہیں۔ وہ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ نہ ایسی کسی تجویز کی ضرورت ہے۔ اور نہ ایسا کرنا مناسب ہے +

اگر یہ بات یقینی ہوئی۔ کہ مسلم یونیورسٹی فنڈ بلکہ ایم او کالج کو بھی فروخت کر کے اس کا زر ثمن بھی ترکوں کے نذر کر دینے سے مسلمانوں

کی موجودہ مصیبت کا کامیابی کے ساتھ خاتمہ ہو
جائے گا - تو یقین رکھنا چاہیئے - کہ تمام وہ لوگ جو
مُسلم یُونیورسٹی سے دلچسپی رکھتے ہیں - سب بالاتفاق
اس تجویز سے اتفاق کریں گے - کہ یہ سب روپیہ جس
طرح بھی ممکن ہو - ترکوں کی مدد میں صرف کر دینا
چاہیئے - اور آیندہ جیسا کچھ بھی ہوگا - دیکھا جائے
گا - لیکن جب صورت واقعہ یہ نہیں ہے - اور
بدوں مسلم یُونیورسٹی فنڈ کو ہاتھ لگائے بھی ہندوستان
کے مسلمان تھوڑی سی کوشش میں اس سے بیس
گُنا روپیہ فراہم کر سکتے ہیں - تو اس قدر گھبراہٹ
کی کوئی ضرورت نہیں ہے - یُونیورسٹی کے چندہ
میں تو ایک حد تک جوش کا اظہار ہوا - اور مسلم
یُونیورسٹی کی خوبیوں کا عوام کے ذہن نشین کرنا
بہت مشکل امر تھا - اور جو کچھ ہوا - وہ صرف قوم
کے سربرآوردہ حضرات کی سعی و کوشش کا نتیجہ
تھا - اس کے مقابلہ میں موجودہ ضرورت جس
میں تمام دُنیا کے مسلمانوں بلکہ اسلام کی آبرو اور
موت و حیات کا مسئلہ شامل ہے - جس پر اس
بات کا انحصار ہے - کہ خدا اور روضہ رسول اللہ
صلعم اور بیت المقدس اور دیگر اماکن متبرکہ کی
حفاظت اور خدمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں
باقی رہے گی یا نہیں - یہ ایسی شدید اور بیّن ضرورت
ہے - کہ ہر مسلمان کا دل اس کے تصور سے لرز جاتا
ہے - مسلمانوں کو درحقیقت ابھی پوری طرح اس
خطرہ کا علم اور احساس ہی نہیں ہوا ہے جس

میں اسلام اس وقت مبتلا ہے - اگر روپیہ درکار
ہے - تو اس جوش کو تحریک میں لانے کی ضرورت
ہے - اس کے بعد روپے کی کوئی کمی نہیں ہے -
اخباروں کے کالم اس جوش کے پیدا کرنے کی غرض
سے کام میں آنے چاہئیں - بجائے اس کے کہ کم ہمتی
سے اس فنڈ اور اُس فنڈ پر نظر کی جائے "
میں عالی جناب نواب وقار الملک کو بے انتہا ادب
کی نگاہ سے دیکھتا - اور نہایت نیک نیت اور صاف
باطن سچا مسلمان اور اپنی قوم میں ایک فرد یگانہ سمجھتا
ہوں - جس خوبی سے انہوں نے میری تجویز سے اختلاف
کیا ہے - کون وہماً بھی کہہ سکتا ہے - کہ اس میں بوئے
مخالفت آتی ہے - میں نواب صاحب ممدوح کی تمام
تحریر پڑھ کر صرف اتنا کہنا چاہتا تھا - کہ آپ کا فرمانا
بالکل بجا اور درست ہے - اور ہمیں اپنی کوششوں
میں ذرا بھی کمی - اور ہمت میں پستی نہیں دکھانی
چاہیئے - لیکن جس قدر بھی ہم اس کام کے لئے جمع کر
سکیں - اگر اس میں یُونیورسٹی کی فنڈ بھی زیادہ کر دی
جائے - تو یہ تجویز مصیبت زدہ ترکوں کے لئے زیادہ
مفید ہوگی یا نہیں - مگر میں نے علیگی نقار خانے
میں بولنا فضول سمجھا - جہاں لوگوں سے یہ کہہ کر کہ
یہ قومی کاموں کا دشمن ہے - ان کے کان پہلے سے
بند کرا دئے - اور دل متعصب بنا دئے جاتے ہیں -
اور اس خوشنما کارروائی پر علیگڑھ انسٹیٹیوٹ
گزٹ کی طرف سے آنریری ممتاز بزرگ قوم کا
خطاب عطا کر دیا جاتا ہے - میں دل مسوس کر خاموش

Taj Tahir Foundation

ہو گیا۔

ہم خداوند تعالیٰ مقلب القلوب کے نہایت شکر گزار ہیں۔ کہ اس نے اپنے احسان سے قوم کے لئے صحیح راہ چلنے کا سامان پیدا کر دیا۔ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں صحیح ارشاد فرمایا ہے۔ کہ عسیٰ ان تکرہوا شیئاً و ہو خیر لکم یعنی ممکن ہے۔ کہ تم نا سمجھی سے کسی بات کو بُرا سمجھو۔ حالانکہ اس میں ہی تمہارے لئے بھلائی ہو۔ ممتاز بزرگ قوم تو اپنی غلطی پر آگاہ بھی ہوتے۔ تو شاید اسے ظاہر نہ کرتے۔ اور وہ اس خاکسار گنہگار کا ہم رائے ہونا اپنے لئے موجب عار سمجھتے۔ اور فرماتے۔

کہ این مدبر اندر پے ما چراست۔ نگون بخت نادان چہ ہمجنس ماست
چہ بودے کہ زحمت ببر کو ز بیش۔ بدوزخ برفتے پے کار خویش

مگر جناب نواب وقار الملک صاحب نے اپنی رائے بدلنے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ وہ ۱۹ مارچ کے اخبار علیگڑھ گزٹ میں یُوں لکھتے ہیں:۔

"کچھ دنوں پیشتر تک میری رائے اس کے خلاف تھی۔ کہ مسلم یونیورسٹی فنڈ کا وہ روپیہ جو اس تمسکات کی خرید میں لگایا جائے گا۔ ایک سال کی مدت میں ادا کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد سے میری رائے بدل گئی ہے"۔ اس کے بعد جناب نواب صاحب نے اپنی یہ تجویز لکھی ہے۔ کہ یونیورسٹی فنڈ سے ۵ لاکھ روپے علیحدہ کر لئے جائیں۔ باقی سب روپیہ ٹرکی کو قرض دے دیا جائے۔ اس کے لئے کیا کارروائی کی جائے اس کی تفصیل لکھ کر انہوں نے نواب حاجی محمد اسحٰق خاں بہادر آنریری سکرٹری فونڈیشن کمیٹی اور آنریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد کی خدمت میں بھیج دی ہے۔

ممتاز بزرگ قوم کو یقیناً رنج ہو گا۔ کہ ممتاز علی اور سہروردی کے ساتھ تیسرا نام نواب وقار الملک کا بھی اسی ذیل میں آ گیا۔

خاکسار ممتاز علی

گرلز اسکول لکھنو کی فیس

جناب منیجر صاحب تسلیم۔ تہذیب نسواں نمبر ۹-۱۰ میں بہنوں نے مجھ سے مسلم گرلز اسکول کے بورڈنگ کی فیس دریافت کی تھی۔ مجھ کو بہت افسوس ہے۔ کہ اپنی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے ان پرچوں کو نہ دیکھ سکی۔ اسی لئے جواب میں دیر ہوئی۔ آج بتاریخ ۲۱ مارچ طبیعت کچھ ٹھیک ہونے پر میں نے ان کو پڑھوا کر سُنا۔ تو اب براے مہربانی آپ سب بہنوں کو اطلاع کر دیجئے۔ کہ اسکول کے بورڈنگ اور کھانے کی فیس صرف مبلغ پانچ روپے ہے۔

اسکول کے قواعد چھپنے والے ہیں۔ انشاء اللہ چھپنے پر ان سے میں آپ کو اطلاع دوں گی۔

اہلیہ مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب وکیل
لکھنؤ

Taj Tahir Foundation

بُرائی کے خواہاں ہوں + میں نے بعض لڑکیوں کو دیکھا ہے - کہ جب ان کے ہم مکتبوں میں سے کوئی لڑکی بوجہ اپنی ذہانت کے اَوروں سے گوے سبقت لے جاتی ہے - تو دوسری لڑکیاں رشک میں آکر اس سے سخت بدسلوکی کا برتاؤ کرکے اُسے دل آزردہ کرتی رہتی ہیں - اور لوگوں کے سامنے اس کی لیاقت کا ذکر آجانے سے اس کی جھوٹ سچ بُرائیاں بیان کرنے لگتی ہیں جس سے اُن کا منشا صرف یہ ہوتا ہے - کہ کسی طرح اس کی وقعت کو لوگوں کی نظروں سے گھٹا دیں + یہ سخت قابل نفرین حرکت ہے + ہمیں چاہیئے - کہ اپنی سہیلیوں میں سے جو تعلیمی حالت میں اچھی ہو - اس کی سب سے زیادہ قدر کریں - اور اس کے علم سے مستفید ہونے کی کوشش کریں بغض و تکبر کو دل سے بالکل نکال دیں - اور تعلیم یافتہ بہنوں کو دیکھ کر اس خیال سے زیادہ خوش ہوں - کہ یہ صرف ہمارے لئے ہی نہیں - بلکہ ہماری قوم کے لئے باعث فخر ہیں +

راقمہ بنت داؤد الرحمن

اَوروں کے خط مت پڑھو

پہلے زمانے میں جب گھروں میں مستورات کی تعلیم کا رواج نہ تھا - اور مرد نوکری پیشہ ہونے کی وجہ سے عموماً پردیس میں رہتے تھے - جب کسی عزیز کا خط آتا تھا - تو کوئی منشی متصدی اس کے پڑھنے کے لئے بُلایا جاتا تھا + وہ دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو کر خط پڑھتا تھا - اور گھر کی سب بیبیاں اس خط کو سُن لیتی تھیں + جو خط اس طرح پڑھنے کے لئے بھیجا گیا ہو - اور لکھنے والے کو معلوم ہو - کہ یہ یوں سب کے سامنے سُنایا جائے گا - ایسے خط میں پرائیویٹ باتیں کیا لکھی جاسکتی تھیں ؟ ایسی باتیں ملاقات پر موقوف رہتی تھیں +

مگر اب زمانہ بدل گیا ہے - شرفا کے ایسے کم گھر ہوں گے - جن میں تھوڑی بہت تعلیم کا چرچا نہ ہو - بیٹیاں باپ کو - بہنیں بھائیوں کو - بیویاں شوہروں کو خود خط لکھتی ہیں - اور خود ہی جواب پڑھتی ہیں - مگر بہت سے خاندانوں میں اب بھی اس پُرانی جہالت کا - کہ ہر خط کو گھر کے سب آدمی سُن سکتے ہیں - اتنا اثر باقی ہے - کہ وہ بے تکلف ایک دوسرے کا خط پڑھ لیتے ہیں - اور ایسا کرنے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے + پچھلے سال چند لڑکیاں تبدیل آب و ہوا کے لئے ایک پہاڑ پر گئی تھیں - ان میں سے ایک معزز خاندان کی لڑکی اپنے آبا جان کو ہر روز خط لکھا کرتی تھی - اور اس کے والد بھی اسے روزانہ خط بھیجتے تھے + وہ لڑکی مجھ سے کہتی تھی - کہ جب میرا خط آتا تھا - تو میری سب سہیلیاں میرے پیچھے پڑ جاتی تھیں - اور زبردستی میرا خط لے کر پڑھتی تھیں + وہ لڑکی ایک تمیز دار سلیقہ شعار خاندان کی تھی - اسے یہ

Taj Tahir Foundation

بات بہت بُری لگتی تھی۔ مگر ان گنواروں کے سامنے اس کی کچھ پیش نہ جاتی تھی +

اسی طرح میں نے یہاں لاہور میں دیکھا ہے۔ کہ اگر کسی بی بی کے نام کوئی خط آئے۔ اور اس مکان میں کئی بیبیاں ہوں۔ اور جس بی بی کے نام کا خط ہو۔ وہ موجود نہ ہو۔ تو دوسری بیبیاں اس خط کو لے لیتی اور بے تکلف کھول کر پڑھ لیتی ہیں +

ایسا کرنا نہ صرف بے تمیزی اور گنوارپن کی بات ہے۔ بلکہ سخت خیانت اور بددیانتی کی بات ہے + ہر شخص کا خط ایک امانتی راز ہے۔ اور اس کے پڑھنے کا صرف اسی شخص کو حق حاصل ہے جس کے نام وہ لکھا گیا ہے + اگر کوئی دوسری بہن اُسے کھولتی اور پڑھتی ہے۔ تو وہ چوری کرتی ہے ماں باپ کو چاہیئے۔ کہ بچپن سے بچوں کو خوب تاکید کریں۔ کہ وہ کبھی بے اجازت کسی دوسرے آدمی کا خط نہ کھولیں۔ اور کسی کی پوشیدہ باتوں کے معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ کہ یہ سخت نالائقی کا کام ہے جس سے ہر شریف بچی کو بچنا چاہیئے +

اڈیٹر

اخلاق میں ایک بُری بات

حُسن اخلاق ایک نہایت قابل تعریف خصلت اور خوش مزاجی کا نام ہے۔ اور شریعت میں بھی حُسن اخلاق کی بہت فضیلت لکھی ہے۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ہماری بے تہذیبی کے سبب حُسن اخلاق کی باتیں بھی بداخلاقی بن جاتی ہیں۔ اور جس خوش اخلاقی سے سراسر آرام اور خوشی کا پہنچانا مقصود تھا۔ اس سے تکلیف اور ایذا پہنچنے لگتی ہے + مہمانداری ہم مسلمانوں میں کتنی فضیلت کی بات ہے۔ اور درحقیقت اس نیک خصلت کی جتنی تعریف کی جائے۔ وہ تھوڑی ہے + لیکن اس تعریف کے ساتھ ہی یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ مہمانداری سے غرض اپنے ایک بھائی یا بہن کو آرام پہنچانا اور خوش کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہی مہمانداری ایسی تکلیف کی صورت اختیار کرلے۔ جس سے مہمان کو اُلٹی تکلیف پہنچے۔ تو وہ مہمان داری ذرا بھی تعریف کے قابل نہ رہے گی۔ بلکہ قابل نفرین و ملامت ہو جائے گی +

مہمان کے حق میں ایک سب سے بڑی بات جو خوش اخلاقی کی شکل میں پیش کرکے اس سے مہمان کو ستایا جاتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ اسے اس کی مرضی کے خلاف زبردستی روکتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ کہ دو چار دن تو اور ٹھیرو + ہر شخص کے کام اور اوقات کی حالت جُداگانہ ہے۔ پس دوسرے شخص کی ضرورتوں اور ہرج کا کچھ خیال نہ کرکے محض اتنی بات کے لئے کہ ہم کو لوگ بڑا مہمان نواز جانیں زبردستی مہمان بنانا مہمان پر ظلم کرنا ہے + ہر شخص کے وقت کو قیمتی خیال کرنا چاہیئے۔

Taj Tahir Foundation

دو وقت کا کھانا کھلا کر اس کا قیمتی وقت لُوٹ لینا کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے +

مجھے حال میں ہی اپنے ایک عزیز کے ہاں جانے اور مہمان ہونے کا اتفاق ہوا + میں ان کے ہاں تین دن ٹھیرنے کے ارادے سے گیا تھا۔ اور اسی کے مطابق اپنا پروگرام بنایا تھا۔ تین دن کا وہاں کام تھا۔ اور چوتھے پانچویں دن اَور جگہ کے کام کے لئے رکھے تھے + مگر مہمان نواز عزیزوں کی خوش اخلاقی اور ہردل عزیزی تین دن کی مہمانی سے کس طرح ظاہر ہو سکتی تھی؟ میں جب چلنے کی تیاری کرتا تھا کسی نہ کسی وجہ سے ارادہ ملتوی کرنا پڑتا تھا + ہر چند اپنی ضرورت بیان کرتا تھا۔ اور انہیں یقین دلاتا تھا۔ کہ اب زیادہ ٹھیرنے سے میرا سخت نقصان ہے۔ مگر گھر میں کوئی میری نہیں سُنتا تھا + جب ریل کا وقت آتا۔ کبھی میرا جُوتا غایب۔ کبھی گھڑی غائب۔ کبھی بُوٹ غایب + غرض مجھے اپنی مرضی کے خلاف اور نہایت رنج کے ساتھ تین دن کی بجائے برابر پندرہ دن تک ان ظالم میزبان عزیزوں میں ٹھیرنا پڑا۔ اور اخیر میں بے اطلاع سب کو سوتا چھوڑ کر وہاں سے خود اپنا بستر اُٹھا کر چلنا پڑا +

اب بتائیے۔ کہ اس قسم کی مہمانداری سے کیا محبّت و یگانگت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اس قسم کے اخلاق کو کون شخص حُسن اخلاق یا خوش اخلاقی کا نام دے سکتا ہے +

میرے عزیز بھائیو اور بہنو۔ مہمان کو کبھی اس کی مرضی کے خلاف ناحق کا اصرار کر کے ٹھیرانے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ ہر طرح اس کی دلی خوشی اور آرام کا خیال رکھو۔ اور اس کے کام اور آرام میں ہرج اور تکلیف کا موجب نہ بنو +

مثل آئینہ با صفا ہم ہیں ۔ صاف کہنے کے آشنا ہم ہیں

راقم ش۔د۔ از پھلواری

مٹکے کا ڈھکنا

یہ بات عام تجربے کی ہے۔ کہ مٹی کے برتن میں پانی جس قدر ٹھنڈا رہتا ہے۔ اس قدر کسی اَور چیز مثلاً تانبے پیتل وغیرہ دھات کے برتن میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سخت گرم رہتا ہے +

مٹی کے برتن مثلاً مٹکوں اور گھڑوں میں پانی رکھنا تو ہر گھر کا دستور ہے۔ اور پانی کی حفاظت کے لئے مٹی کے ڈھکنے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر ان میں عیب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ گھڑوں کو پُوری طرح نہیں چھپا سکتے۔ گرد وغیرہ کو اندر داخل ہونے کی کافی گنجایش رہ جاتی ہے۔ علاوہ اس کے ڈھکنے اکثر گر گر کر ٹوٹتے رہتے ہیں +

ان خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے میں ایک تجویز کرتی ہوں۔ یہ فرضی تجویز نہیں ہے۔ بلکہ آزمودہ + چیڑ کی لکڑی جس کو عام لوگ دیا سلائی کی لکڑی کہتے ہیں۔ اور جس میں اکثر پارسل وغیرہ بھیجا جاتا ہے

نہایت ہلکی ہوتی ہے۔ اس کا ایک پتلا چوکھنٹا تختہ کٹوالو۔ اور اُسے ڈھکنے کے طور پر استعمال کرو۔ تختہ گھڑے کے سوراخ سے کسی قدر بڑا ہونا چاہیئے + ڈھکنے کے واسطے اس کو برتن کے مُنہ پر رکھ دیا جائے۔ ڈھکنے کے بیچ میں اُٹھانے بٹھانے کے لئے ایک کیل لگا دینی چاہیئے + یہ ڈھکنا ہلکا خوش رنگ اور نہایت پایدار ہوتا ہے۔ رندے سے ڈھکنا دونوں طرف چھلوا کر خوب برابر کر لینا چاہیئے +

اشرف النساء بھوپال

مینیجر۔ پانی کے مٹکوں کا ٹھیک طور پر ڈھکنا واقعی نہایت ضروری امر ہے۔ مٹی کی چپنیاں اکثر گھڑوں پر سے گر جاتی ہیں۔ یا بعض دفعہ کوّے گرا دیتے ہیں۔ اور چونچ ڈال کر سارے پانی کو ناپاک کر دیتے ہیں + ان کی چونچ سے مٹکوں میں صرف ناپاکی ہی نہیں آتی۔ بلکہ بیماری کے جراثیم بھی آجاتے ہیں۔ جو اُن کی چونچوں میں نجاستوں میں سے لگ جاتے ہیں + اس لئے پانی خواہ پینے کا ہو۔ خواہ برتنوں کے دھونے کا۔ وہ نہایت پاک صاف رہنا چاہیئے + ڈھکنے کے لئے پتلا تختہ بہت مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ آسانی سے اُوپر سے پھسل کر گر سکتا ہے۔ اور کوّے اسے آسانی سے گرا سکتے ہیں + میں اپنے ہاں لکڑی کے ڈھکنے ڈاٹ کے طور پر بنواتا ہوں۔ وہ شکل میں چارپائی کے پائے کے گول سر کی مانند ہوتے ہیں + چاروں طرف مٹکے کے کناروں پر چھجا سا نکلا رہتا ہے۔ اور جو حصہ ڈاٹ کی طرح ہوتا ہے۔ وہ مٹکے کے مُنہ میں رہتا ہے + یہ خواہ اسی لکڑی کا بنا لیا جائے جس کا

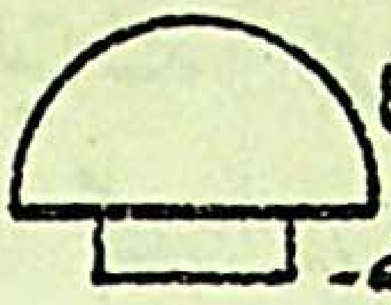

محترمہ اشرف النساء نے ذکر کیا ہے۔ خواہ کسی اَور لکڑی کا۔ یہ ڈھکنا ذرا وزنی ہوتا ہے۔ اور چونکہ کچھ حصہ مٹکے کے اندر چلا جاتا ہے۔ اس لئے پھسل کر گرنے کا ڈر نہیں ہوتا۔ اگر مٹکا گھڑونچی پر ترچھا رکھا ہو۔ تب بھی نہیں گرتا +

محفل تہذیب

جناب مولوی صاحب قبلہ سلامت تسلیم + مبلغ لعہ ۳ روپیہ کی رقم مصیبت زدہ تُرکوں کی مدد کے لئے بھیجتی ہوں۔ اور نہایت شرمندہ ہوں۔ کہ مجھ بدنصیب سے یہ قومی خدمت اچھی طرح ادا نہ ہو سکی + اپنی طرف سے بہت سے نیک کاموں میں حصہ لینے کی کوشش کرتی ہوں۔ مگر رواجی پابندیوں اور ملکی رسوم نے مجھے مقید کر رکھا ہے + اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد میں مَیں اور میری بھاوج رحمت النساء بیگم نے کوشش کی ہے۔ اور کر رہے ہیں۔ گو حسب خواہش کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ بعض پُرانے خیالات کی بیبیاں اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے۔ اور حصہ لینے کو عار سمجھتی ہیں۔ ان کے ہاں یہ کام ثواب کا نہیں + چندہ دینے والی نیک دل بیبیوں کے نام تحریر کرتی ہوں +

مینیجر۔ یہ نام اگلے اخبار میں شایع ہوں گے +

Taj Tahir Foundation

المذا

تربیت اولاد

ہمارے یہاں بچوں کی تربیت و پرورش پر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ حالانکہ تربیت اولاد ماں کا ایک بڑا ضروری فرض ہے + جب ماں خود اپنے ہاتھ سے بچوں کی پرورش کرے۔ تو اس بچے کی تربیت بھی ہونا کچھ مشکل نہیں ہے + بعض بیبیوں کو مطلق بچوں کی پروا نہیں ہوتی۔ اور وہ ان کے باب میں بہت کم حظ لیتی ہیں جس کی وجہ سے بچوں کی آئندہ زندگی میں بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے + اب میں کئی مثالیں دیکھ کر چھوٹے بچوں یا موں پرورش کے بارے میں کچھ لکھتی ہوں +

مکان ہماری بعض بہنیں آج کل نیا فیشن تصور کر کے
عزیزوں اور دوستوں اور آیاؤں پر اتنا بھروسا
یہ معلوم نہیں۔ کہ موسم کی تربیت کو اتنا عالی سمجھتی ہیں
ٹھہرائی گئی۔ شاید یہ موں کو بالکل ان کی حفاظت میں
مکان چھوڑ کر نئے مکان اور بچے ان کے ہی دل کے مطابق
پس اس جدید مکان کے اخود والدہ کو معلوم بھی نہیں
دینا اور رکھانا کھلانا ضروری معلوم ہو ہماری مستورات میں
پیشتر اس کے کہ مردہ نئے مکان میں جا اور ماماؤں میں
دعوت کا سامان کروا لیا جاتا ہے۔ ے کی ہیں۔ اس
کہ یہ دعوت کچھ ایسی خطرناک ہوتی ۔ + جیسے ہمارے
اوقات پس ماندہ عزیزوں کو برباد کروں کی ماماؤں
خاص کر بیچارے غریبوں کے جھونپڑے خیال نہ کریں۔ کہ
جانے کچھ تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ بعض بند ہے۔ کہ اپنے بچے

نرسوں کی سپرد کر دیتی ہیں + میں تجربے سے کہتی ہوں کہ اچھی اچھی معزز یورپین بہنیں اس بات کو سمجھتی ہیں۔ اور جیسی چند ہماری دیسی بہنیں لاپروائی ۔ اپنے بچوں کو نوکروں کے سپرد کر دیتی ہیں۔ ویسے ہی جو لاپروا یورپین مائیں ہیں۔ وہ بھی ایسا ہی کرتی ہیں + نوکروں کے پاس بچوں کا درست طور پر تربیت پانا بہت مشکل امر ہے +

بچوں میں ظاہر ہے۔ کہ نقل کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہ نوکروں کی ہلکی ہلکی عادتیں بہت جلد سیکھ جاتے ہیں۔ اور جب وہ بڑے ہو کر اتالیقوں کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ یا اسکولوں میں داخل ہوتے ہیں۔ تو ان کی عادتیں سدھرتے سدھرتے بہت دیر ہوتی ہے۔ اور یہ کہاوت مشہور ہے۔ کہ جیسا بیج بویا جائے گا۔ ویسا ہی پھل آئے گا۔ وہی حالت ان بچوں کی ہوتی ہے۔ جو بچپنے میں بری عادتوں کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور برے واہیات خیال ان کے ننھے سروں میں سما جاتے ہیں۔ وہ ہزار تعلیم پائیں۔ مگر عمر کو پہنچ کر ویسی ہی باتوں کو وہ ضرور کرتے ہیں۔ اور پھر جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں۔ تو مائیں ہی غل مچاتی رہتی ہیں۔ کہ ہماری نہیں سنتا۔ تو بھلا اس میں بچوں کا قصور ہی کیا ہے؟ قصور ہے تو خود والدہ ہے۔ کیونکہ جب چھٹپنے کے زمانے سے بچے کو اپنی مادر سے انس و محبت ہی نہیں رہتی۔ تو وہ ماں کا کہنا خاطر میں نہیں لاتے + یہ

Taj Tahir Foundation

خیال کرنا۔ کہ ابھی بچّے تو چھوٹے ہیں۔ جب بڑے ہوں گے۔ تب تربیت درست ہو جائیگی غلط ہے۔ نہیں بچّوں کی تربیت بچّے کے پالنے سے شروع ہوتی ہے ۔

بعض مائیں گھڑی گھڑی مارنا بچّوں کو تربیت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ اور خود تو ماریں۔ مگر نوکروں کو بھی حکم دیا جاتا ہے۔ کہ بچّوں کو ان کی ہر ادنے سی شرارت پر مارو۔ اس مار سے بچّے بالکل نڈر بن جاتے ہیں۔ اور مار کا اثر اُلٹا ہوتا ہے۔ مگر ہر والدہ کنڈر گارٹن تھوڑا بہت جانتی ہو۔ تو بچّوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوگا۔ جن بہنوں کو انگریزی آتی ہو۔ وہ انگریزی میں ضرور کنڈر گارٹن کی کتابیں پڑھیں۔ اور جو انگریزی میں نہیں پڑھ سکتیں۔ وہ کنڈر گارٹن کی اُردو کتابیں دیکھیں ۔

بچّوں کو ہمیشہ شرارت شوخی سے روکتے رہنا بچّے کو بزدل بنا دیتا ہے۔ اور پھر وہ اپنی ہمّت سے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بچّوں کے حق میں سہولیت سے کام لیا جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ اور ہمیشہ بچّوں کے ساتھ خفگی سے پیش آنا ٹھیک نہیں۔ پُرانے فیشن کے انگریزوں میں بھی کسی زمانے میں بچّوں پر جبر کرنے کا دستور بہت رایج تھا۔ مگر اب وہ رواج بہت نکل گیا ہے۔ اور ہمیں خصوصاً نرسوں اور گورنسوں کو جنہوں نے کنڈر گارٹن کی سند حاصل کی ہو۔ پسند کرتی ہیں ۔

ہم مستورات کو خدا نے دوسرے فرضوں کے علاوہ تربیت اولاد کا فرض بھی ادا کرنے کو دیا ہے یہ ہم کو بہت خوشی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اور یہ خیال ہرگز دل میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ کہ امیروں کا کام پرورش اولاد نہیں ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ امیروں کے بچّوں کو تو اس دُنیا میں نوکری کرنے اور گھر کے جھگڑوں کے سوا اَور بہت سے کام ہیں۔ اسی واسطے امیروں کی اولاد کو ہر بات میں زیادہ اچھا ثابت ہونا چاہیئے۔ جو بہنیں اپنی قوم کی بہبودی و ترقّی چاہتی ہیں۔ وہ اولاد کی تربیت میں بہت کوشش کریں ۔

خاکسار نواب بیگم آف سچین

تباہ کُن رسمیں

کرتی نے مجھے

۲۲ مارچ کے تہذیب نسوا[ن میں]ن کی صاحبہ کا ایک مضمون بعنوا[ن] النساء بیگم شایع ہوا تھا ۔ ہے ہیں۔ گو حسب خواہش کچھ خیالات ظاہر کہ بعض پُرانے خیالات تباہ کُن رسموں میں شامل ہونے۔ اور قابل رحم نظر آتی ہاں یہ کام تو اب کے نہیں میں قیام کرنے بیبیوں کے نام تحریر میں جہاں تک و وہ سخت افسوسناک ہوں گے ۔

میت کی موجودگی میں کم از کم میت والوں کو کھانا پکانا اخلاقاً بھی جایز نہیں۔ لیکن افسوس کہ پشاور والوں نے اسے بھی جایز کر دکھایا + کیا ہی عبرت کا مقام ہے۔ کہ گھر میں ایک طرف ایک نوجوان کی لاش پڑی ہے۔ اور دوسری طرف دیگیں چڑھی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے کھانے تیار ہو رہے ہیں۔ اور غم خوردہ عزیز اپنے مہمانوں کی جو تعزیت کے لئے آئے ہیں۔ خاطر مدارات میں مصروف ہیں + اگر کوئی غریب اجنبی اس جگہ وارد ہو۔ تو وہ ہرگز یہ معلوم نہیں کرسکتا۔ کہ یہ بڑے بڑے سامان شادی کے ہیں۔ یا موت کے + عام دستور ہے۔ کہ جب کسی کا نیا مکان تیار ہوتا ہے۔ تو وہ اس کی خوشی میں اپنے عزیزوں اور دوستوں کو دعوت دیتا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں۔ کہ موت پر دعوت دینی کیوں لابدی ٹھہرائی گئی۔ شاید یہ مطلب ہو۔ چونکہ مُردہ پُرانا مکان چھوڑ کر نئے مکان کی طرف رُخ کرتا ہے پس اس جدید مکان کے افتتاح پر بھی دعوت دینا اور کھانا کھلانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ مُردہ نئے مکان میں جا کر مقیم ہو۔ دعوت کا سامان کروالیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ دعوت کچھ ایسی خطرناک ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات پس ماندہ عزیزوں کو برباد کردیتی ہے خاص کر بیچارے غریبوں کے جھونپڑے تک بک جانے کچھ تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ بعض مہربان مہمان کئی کئی روز کے لئے ڈیرے ڈال دیتے ہیں +

ہندوستان میں عموماً یہ سب جگہ دستور ہے۔ کہ مرنے پر مستورات عمدہ اور خوب صورت لباس اور زیورات زیب تن کر کے جاتی ہیں۔ لیکن ہاں کھانا نہیں دیا جاتا + یہ افسوسناک کمی تھی۔ جس کو اہل پشاور نے پورا کر دیا + موت پر لوگ ہمدردی کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن جو روش اختیار کر رکھی ہے۔ وہ بجائے ہمدردی کے زخم خوردہ دلوں پر نمک پاشی کا کام کرتی ہے +

یہ رسمیں نہ صرف تباہ کُن ہیں۔ بلکہ بہت ہی جاہلانہ اور شرمناک ہیں + اگر ان مذموم رسوں کی بنا پر دوسری قومیں مسلمانوں کو تیر ملامت کا نشانہ بنائیں۔ تو ہرگز بے جا نہیں + قوم کے لیڈروں کو چاہیئے۔ کہ وہ اصلاح رسوم کی طرف خاص طور سے متوجّہ ہوں + یہی رسمیں تمام قوموں کی تباہی کا باعث ہیں۔ اور آباد گھروں کو برباد کر رہی ہیں + یہ زمانہ نئی روشنی کا ہے۔ اور آج کل ہر چہار طرف نئی روشنی کی پکار ہے۔ پھر کیا سبب کہ یہ روشنی اس خطرناک اندھیر کو دور نہیں کرتی۔ جس میں ساری قوم ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ خدا مسلمانوں کے حال زار پر رحم فرمادے۔ آمین +

خاکسار فاطمہ صغرا۔ از دہلی

Taj Tahir Foundation

خورشید بیگم

عزیزہ فاطمہ صغریٰ بیگم صاحبہ دختر نیک اختر جناب خواجہ احمد حسن صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول پنجاب نے اپنی مہربانی سے اپنی مصنفہ کتاب "خورشید بیگم" خاکسار کے پاس بھیجی ہے + میں نے اس کتاب کو نہایت شوق سے پڑھا + اُس کی دلچسپی اور دل آویزی اسی سے ظاہر ہے کہ کتاب ہاتھ میں لی تو بلا ختم کئے اسے چھوڑ نہ سکا + شکر خدا کہ وہ دن بھی آگیا - کہ ہماری قوم کی مستورات نے تصنیف و تالیف کے مشغلے میں مردوں کا ہاتھ بٹایا + عورتوں کے حالات کچھ عورتوں ہی کی زبان سے بھلے معلوم دیتے ہیں + اس کتاب کی عبارت نہایت شستہ اُردو ہے - اور پلاٹ (قصے کی ترتیب) اس کا دلچسپ اور موثر + مصنفہ نے اُن مظالم کو عمدگی سے بیان کیا ہے - جو نالایق مرد بے زبان عورتوں پر توڑتے ہیں - اور اس میں ذرا بھی شک نہیں - کہ جو کچھ لکھا ہے - اُس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں + ایسے واقعات آئے دن ہماری سوسائٹی میں پیش آتے ہیں - عورتیں درحقیقت نالایق مردوں کی تختۂ مشق ہیں + اُن کو تعلیم سے بے بہرہ رکھنے کا تمام تر الزام مردوں کے سر ہے + وہ بے چاری بے بس گرفتار قفس کر کیا سکتی ہیں؟ جس بدتمیزی اور خود غرضی سے مردوں نے تعداد ازدواج کی آزادی حاصل کی ہے - وہ قابل افسوس اور شرمناک حالت ہے + ایسے مردوں کو اس سے کچھ مطلب نہیں - کہ دوسرے پر کیا گزرتی ہے - وہ اپنے آرام و چین کو سب پر مقدم رکھتے ہیں + دوسرا کوئی جلے - تو اُن کی بلا سے - اور مرے تو اُن کی جوتی سے + ایسے مردوں کے دل پتھر کے ہوتے ہیں - جو عورت جیسے نازک دلوں کو جو بہت دل جوئی کی مستحق ہیں - یوں پامال کرتے ہیں + بچپن میں بے دیکھے بھالے رشتہ ناتا کر لینا ایک اور غضب ہے - جو دھرا جائے نہ اٹھایا جائے + دیدہ و دانستہ جیتی مکھی نگلنا اور پھر نقدیر پر چھڈ ادھر دینا عجیب منطق ہے + خورشید بیگم کی تقریر مستورات کی سوشیل حالت کا عمدہ فوٹو ہے بلقیس بیگم دُکھیاری کی تکالیف اور افسوسناک موت سے پتھر کا کلیجہ پگھل جاتا ہے + غرض کتاب شروع سے آخر تک دلچسپی کی پوٹ ہے + جو پڑھے گا - خوش ہوگا + مرد اور عورتوں دونو کے لئے یکساں مفید ہے - کہ اس میں دونو پہلو منصفانہ طور پر بلا زور رعایت دکھلائے گئے ہیں + اس کتاب میں شاذ و نادر بعض فقرے دہلی کے محاورے کے خلاف ہیں - جس میں پنجاب کے بے قاعدہ "نے" کو دخل ہے - اور کہیں کہیں عبارت مناسب حال نہیں - مثلاً کسی چھ سات برس کی بچی کی زبان سے یہ فقرہ نکلنا خلاف واقع معلوم دیتا ہے "ہماری قوم نے خدا کے حکم کو جو

زمین و آسمان کا مالک واحد ہے پس پشت ڈال دیا"؛

جہاں میاں بیوی کی مکالمت ہے۔ وہاں آپ سے ایک دوسرے کو مخاطب کیا ہے + ادب ولحاظ کے خیال سے تو یہ درست ہے۔ مگر یگانگت اور اتحاد سے بعید + میاں بیوی عموماً تم سے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں ؛

میرے خیال میں ہمیشہ کوشش اس بات کی کرنی چاہیئے۔ کہ کتاب کا خاتمہ دل خوش کُن ہو۔ مگر اس کتاب کے اخیر میں رفیق احمد کی مرگ مفاجات اور حمیدہ بیگم جوان لڑکی کی موت کا پیہم واقع ہونا ایک ایسا سانحہ ہے۔ کہ دل کو مسوس دیتا ہے۔ اور کتاب ختم کرنے کے بعد بھی تصوّر میں رنج اور افسوس باقی رہتا ہے + کیا اچھا ہوتا۔ کہ خاتمے پر کوئی دل خوش کُن سین دکھلایا جاتا۔ جس سے ساری کلفت دور ہو جاتی ؛

بہن فاطمہ صغریٰ صاحبہ یہ نہ سمجھیں۔ کہ میں نے اُن کی کتاب پر اعتراض کئے ہیں۔ حاشا وکلّا۔ بلکہ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ ایک لڑکی کی اس قابلیت کی نکلی۔ کہ ایسی کتاب لکھی۔ لیکن سچے خیر خواہ کا یہ کام نہیں ہے۔ کہ چکنی چپڑی باتوں سے خوش کر دے۔ اور آسمان پر چڑھا دے۔ اور جو بات درحقیقت نہ ہو۔ وہ لکھ مارے + یہ تو صریح بے ایمانی ہے۔ اس لئے میں نے کتاب کی من وعن حالت لکھ دی + لیکن پھر یہی لکھتا ہوں۔ کہ بہن فاطمہ صغریٰ کی محنت قابل داد ہے + اُن کی یہ پہلی مشق قابل قدر ہے۔ اور آئندہ تو ماشاء اللہ چشم بد دور وہ ایسی ایسی کتابیں لکھیں گی کہ باید وشاید ؛

خاکسار بشیر الدین احمد

ترقی تہذیب نسواں

پچھلے دنوں بہت سی بہنوں نے اس مضمون پر کئی آرٹیکل لکھے تھے۔ کہ عورتوں کے لئے ایک قومی اخبار ہونا ضرور ہے۔ اور یہ بھی لکھا تھا۔ کہ موجودہ حالات میں تہذیب نسواں ہی اس کام کے لئے موزوں اور مناسب ہے + اس مضمون پر ہمارے پاس اتنی تحریریں آئیں۔ کہ ہم ان سب کو درج بھی نہیں کر سکے۔ لیکن اب تک یہ کسی بہن نے نہیں سوچا۔ کہ اگر مستورات کے لئے واقعی ایک قومی اخبار کی ضرورت ہے۔ اور تہذیب نسواں اس خدمت کے لئے موزوں ہے۔ تو اس کی ترقی کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس کی اشاعت میں توسیع ہو۔ اور ہر گھر میں اس کی رسائی ہو ؛

بیگم نواب محمد ذو الفقار علی خاں جنہیں اخبار کی بہتری کا بہت خیال رہتا ہے پٹیالہ سے لکھتی ہیں۔ کہ تہذیب نسواں میں خبریں کم ہوتی ہیں۔ وہ زیادہ ہونی چاہئیں + ان کی رائے ہے۔ کہ خبروں کے صفحے کچھ اور بڑھانے چاہئیں۔ اور چونکہ رسالہ زیادہ

Taj Tahir Foundation

کرنے سے خرچ زیادہ ہوگا۔ اس لئے اس کی قیمت میں بارہ آنے کا اضافہ کرکے پُورے چار روپے قیمت کردینی چاہیئے ؛

والدہ سید معین الامام بانکی پور سے لکھتی ہیں۔ کہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ تہذیب نسواں ہفتے میں دوبار کردیا جائے۔ اور یہ امر ہمیشہ ہمارا نصب العین ہونا چاہیئے۔ کہ کسی دن اس اخبار کو روزانہ کرنا ہے۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک خاص فنڈ کھولنے کا بھی مشورہ دیا ہے۔ مگر میں نہیں سمجھ سکا۔ کہ اس فنڈ سے کس طرح کام لیا جائے گا ؛

بعض بہنوں کو یہ خوف ہے۔ کہ ہفتے میں دوبار کرنے سے قیمت بھی بالضرور دُگنی ہوجائے گی۔ اگر ایسا ہوا۔ تو اکثر بہنوں کے لئے اس کا خریدنا مشکل ہوجائے گا ؛

میں نے ان تینوں باتوں پر غور کیا ہے۔ اور ایک تجویز سوچی ہے۔ جس پر عمل کرنے سے یہ تینوں باتیں کسی حد تک پُوری ہوسکنی ممکن ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

اوّل تو چار صفحے زیادہ کرکے اخبار کا حجم بجائے ۲۰ کے ۲۴ صفحے ہوجانا چاہیئے۔

دوم۔ ان ۲۴ صفحوں کو بارہ بارہ صفحے کرکے ہفتے میں دو دفعہ چھاپا جائے۔ تاکہ قیمت دُگنی نہ کرنی پڑے۔ لیکن پھر بھی دوبارہ چھاپنے سے محصُول اور روانگی کا خرچ تو بہرحال دُگنا کرنا پڑے گا۔ اس لحاظ سے بارہ صفحوں کا تہذیب ہفتے میں دوبار چھاپنے کی صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے سے کسی طرح کم نہیں ہوسکتا ؛

پس اب دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بدستور ہفتہ وار ہی رہے۔ مگر صفحوں کی تعداد ۲۰ کی جگہ ۲۴ ہوجائے۔ ایسا انتظام کرنے میں سالانہ چندہ بجائے سوا تین روپے کے چار روپیہ ہوجائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ بارہ صفحوں کا اخبار ہفتے میں دوبار شایع ہوا کرے گا۔ اس صورت میں اس کا سالانہ چندہ پانچ روپے ہوگا ؛

اب تہذیبی بہنیں مجھے سوچ سمجھ کر مشورہ دیں۔ کہ ان کے خیال میں ان دونو تجویزوں میں سے کون سی تجویز بہتر معلوم ہوتی ہے۔ یا دونوں میں سے کوئی سی بھی پسندیدہ معلوم نہیں ہوتی۔ اور اخبار کو موجودہ صورت پر ہی رہنے دینا بہتر ہے ؛

ہفتے میں دوبار کرنے سے بھیجے ہوئے مضمون جلدی جلدی شایع ہوسکا کریں گے۔ اور خبریں بھی جلد جلد مطالعہ میں آیا کریں گی ؛

اس باب میں رائے لکھتے ہوئے بہنوں کو اپنے خیال میں اگر کوئی اَور تیسری صورت زیادہ مفید معلوم ہو۔ تو اسے بھی ظاہر کریں ؛

میں چاہتا ہوں۔ کہ اگر اخبار میں کوئی تبدیلی کرنا پسند ہو۔ تو اس کا فیصلہ جلد ہوجانا چاہیئے۔ تاکہ سالگرہ تہذیب کے بعد جولائی سے اس پر عمل درآمد ہوسکے ؛

خاکسار سید ممتاز علی

Taj Tahir Foundation

بدخواہی

یہ لفظ بھی کیسا بُرا ہے۔ کہ اگر کسی بُرے سے بُرے شخص کو بھی بدخواہ کہہ کر مخاطب کیا جائے۔ تو یقیناً وُہ نفرت یا غصے سے تیور چڑھائے بغیر کبھی نہ رہ سکے گا۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ کہ باوجود اس قدر ناپسندیدگی کے بھی آج کل کے زمانے میں بیشتر لوگوں کے دل میں بدخواہی پُورے طور پر جاگزین ہے +

بدخواہ لوگ کبھی دلی چین و اطمینان سے زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ وہ ہمیشہ اسی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کسی طرح دوسروں کی بھلائی نہ ہونے پائے۔ کسی کی نیک نامی۔ کسی کی شہرت نہ ہو۔ کسی کو اعلیٰ رُتبہ نہ ملے۔ کسی تنگ دست کو فراخی رزق میں نہ ہو۔ کوئی مصیبت زدہ اپنی حالت سُدھارنے میں کامیاب نہ ہوسکے + الحاصل اُن کا اصلی مُدّعا یہ ہوتا ہے۔ کہ دُنیا میں خوش قسمتی صرف میری ذات تک محدود رہے۔ اور اس طریق سے وہ گویا خدا کے انتظام میں بھی دخل انداز ہونا چاہتے ہیں۔ جس سے زیادہ کوئی بیوقوفی نہیں + لیکن اگر یہ بات محض جاہلوں اور ناعاقبت اندیش لوگوں میں ہی پائی جاتی۔ تو چنداں مضایقہ نہ تھا۔ کیونکہ جہالت نیک و بد و واجب و غیرواجب میں تمیز کرنے کی قوت بھی کھو دیتی ہے + پر افسوس کہ اس مرض میں تعلیم یافتہ و بہی خواہ قوم کہلانے والے لوگوں کو بھی گرفتار دیکھا جاتا ہے +

ایک ایسا شخص۔ جو کہ اپنے عزیزوں میں سے کسی کو علمی درجے کی اعلیٰ سند ملتے۔ یا کسی اعلےٰ عہدہ پر مامور ہوتے دیکھ کر رشک و حسد سے پیچ و تاب کھاتا ہے۔ حالانکہ پھر جب شہر میں کوئی جلسہ قوم کی فلاح و بہبودی کی بنا پر اختیار کرنے کی غرض سے ہونے لگتا ہے۔ تو وہی صاحب لپک کر کُرسی صدارت کو زینت بخشنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں + اس حالت میں مجھے سخت حیرت اس خیال سے ہوتی ہے۔ کہ وہ شخص جو کہ کسی ایک شخص کی بھلائی کو دیکھنے کا روادار نہیں ہوسکا۔ کیونکر ساری قوم کی بہتری کا جویاں ہوگا؟ درحقیقت ایسے لوگ سوائے اپنی شہرت کے اَور کسی امر کو مدّنظر نہیں رکھتے۔ اور اسی وجہ سے وہ قوم کی ترقی میں کوئی نمایاں کارگزاری کر کے نہیں دکھا سکتے +

نیک نیتی کے نہ ہونے سے اُن کو صرف شہرت حاصل کرنے میں بھی بہت کم کامیابی ہوتی ہے +

ذکر ہے۔ کہ کسی گاؤں میں ایک متقی عابد رہتے تھے۔ اور جیسا کہ عموماً دستور ہے۔ گاؤں والوں کو اُن سے بڑی عقیدت تھی + ان کا یقین تھا۔ کہ ان شاہ صاحب کو بارگاہ خداوندی میں اعلےٰ درجہ حاصل ہے۔ لوگ ان سے التجائیں کر کے اپنی مرادیں پاتے تھے +

ایک دن گاؤں کا ایک دولتمند شخص۔ جو کہ پرلے درجے کا حاسد و بدخواہ مشہور تھا۔ اُن کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حسب خواہش چند لوگوں کا نام لے کر بیان کیا۔ کہ یہ سب لوگ بہ اعتبار دولت و عزت مجھ پر فوقیت لے جانے کی فکر میں ہیں۔ اگر آپ کی دعا سے ان لوگوں پر ایسی کوئی ناگہانی آفت آجائے جس سے انہیں پھر کبھی سر ابھارنے کی مہلت ہی نہ ملے۔ نہ کبھی ترقی کرنے کا دھیان آسکے۔ اگر میرا مقصد پورا ہو۔ تو آپ کی خدمت میں ایک بیش بہا نذر پیش کروں گا +

شاہ صاحب جیسے باخدا نیک دل۔ خدا ترس ایسی بات کب سن سکتے تھے سخت طیش میں آگئے۔ اور نہایت غیظ و غضب سے اس طرح مخاطب ہوئے۔ کہ اے بدکردار شخص حیف ہے تیری حالت پر۔ کہ خدا نے تجھے دیکھنے والوں کی نظروں میں ایسا تونگر اور باوقار بنایا۔ لیکن تو بجائے شکر گزار ہونے کے اس کی مخلوق کو پائمال کرنے کی فکر میں ہے۔ تو ان کی بھلائی دیکھ کر حسد کرتا۔ اور ان کی بہتری کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کاش تجھے معلوم ہوتا۔ کہ آخرت میں ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا۔ پھر تو ہرگز ایسی ناروا خواہشات کی پیروی نہ کرتا۔ افسوس کہ خدا نے تجھے انصاف کی نظر عنایت نہیں کی۔ تو حرص و ہوس کا بندہ ہے۔ اس لئے تیرے دل میں نیک باتوں کا اثر نہ ہوگا۔ اچھا میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تیرے ایک آنکھ کا نور عنایت کردے۔ اور دوسرے میں صرف خلق خدا کی برائیاں سوجھنے کی قوت بخشے۔ اسی طرح کانوں کی سماعت سلب کر لی جائے۔ تاکہ تو لوگوں کی بھلائی و نیک نامی کو سن کر رشک و حسد کی آگ میں جلنے سے بچے۔ غرضکہ اس طریق سے تیرا دل بھی مطمئن ہوگا۔ کہ اس جہان میں سوا میرے کوئی خوش نصیب نہیں۔ اور لوگ بھی تیری دشمنی سے امن پائیں گے

شاہ صاحب کی زبان سے یہ باتیں سن کر اس شخص کے چہرے پر مارے خوف کے ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر قدموں پر گر پڑا۔ اور یہ عہد کیا۔ کہ آیندہ کبھی ایسا خیال بھی دل میں نہ آنے دوں گا۔ اور جس قدر میرے امکان میں ہوگا۔ خلق خدا کی بھلائی کے ذرایع مہیا کرنے میں دریغ نہ کروں گا +

وہ شخص حقیقت میں اپنے قول کا بڑا سچا نکلا۔ اور اپنی بقیہ زندگی اس نے نیک کاموں میں صرف کی۔ لوگوں کی بھلائی میں جان و مال سے کوشش کر دکھائی۔ اپنی دولت کا بیشتر حصہ غریبوں کی حاجت روائی کرنے۔ اور گاؤں کے لڑکوں کے لئے درسگاہیں وغیرہ بنانے پر خرچ کر دیا + بے شک ان سب نیک کاموں نے اسے ایک ایسی بہترین فوقیت دی۔ جو ایسے سارے لوگوں میں ممتاز و سر برآوردہ ظاہر کرنے میں پورے طور پر کافی ہوئی + سب کے دلوں میں وقعت کا سکہ جم گیا +

بہنو! ہمیں ہرگز نہ چاہیئے۔ کہ کسی کی برائی کے درپے ہوں۔ یا کسی کی خوش نصیبی دیکھ کر جلیں۔ اور بجائے اپنی بہبودی سوچنے کے دوسرے کی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۱

تہذیبِ نسواں

قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک للعہ

جو

ایک شریف بی بی نے لڑکیوں کے لئے جاری کیا

جلد ۱۶ | لاہور۔ شنبہ۔ ۳ مئی ۱۹۱۳ء | نمبر ۱۸

تہذیبِ نسواں

لاہور۔ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۱ء

فہرست مضامین

عورتوں کی وفاداری پر ناجائز اور شرمناک حملے ۔ ح ۔ ا ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۱۷
افتتاح مسلم گرلز اسکول لکھنو۔ بنت سید محمد ۔ ۲۱۹
انعامی کتابیں صوبہ بہار کی لڑکیوں کے لئے ۔ ابو نصر محمد عمر ۔ ۲۲۱
سادات گرلز اسکول پٹیالہ۔ ک س ۔ ۔ ۔ ۲۲۲
ترکوں کے ساتھ ہمدردی۔ صغیر فاطمہ ۔ ۔ ۲۲۳
عبرت انگیز موت ۔ ۔ ۔ صغیرالنساء ۔ ۲۲۴
کوئلے کے زہر سے ڈرنا چاہیئے۔ سید ممتاز علی ۲۲۴
بلقان فنڈ کا حساب ۔ ۔ ۔ " ۔ ۔ ۲۲۵
صحت املا اور خوش خطی ۔ ۔ " ۔ ۔ ۲۲۶
محفل تہذیب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۲۸

معلمہ کی ضرورت

مسلم گرلز اسکول لکھنؤ میں دو معلمہ کی ضرورت ہے ؎

(۱) جنہوں نے کنڈرگارٹن سکھانے کی سند حاصل کی ہو ؎

(۲) جنہوں نے ڈرل سکھانے کی سند حاصل کی ہو۔ درخواستیں سکرٹری مسلم گرلز اسکول لکھنؤ واقع قیصر باغ کے نام آویں ؎

رشتہ۔ ایک نوعمر باروزگار سنی مسلمان کسی غریب شریف لڑکی سے عقد کرنا چاہتا ہے۔ خط و کتابت معرفت ایم ڈی حسین۔ ریلوے میل سروس پونا کی جاوے ؎

Taj Tahir Foundation

رشتہ۔ ایک لڑکی قبول صورت شریف خاندان لکھی پڑھی۔ انتظام خانہ داری سے واقف عمر ۱۴ یا ۱۵ سال کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکا کم از کم انٹرنس پاس کردہ ہو۔ خط و کتابت بذریعہ منیجر تہذیب نسواں کے جاوے ٭

ہندوستان کی بہنوں کے لئے نایاب تحفہ

اعجاز نما چاول

یعنی ایک معمولی دانہ چاول پر تمام سورہ قل ہو اللہ شریف مع خریدار کے نام کے خوشخط لکھی ہوئی جس کو گلے میں پہننا ناگہانی آفات سے بچاتا اور نادرات زمانہ کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔

۵ مئی سنہ ۱۹۱۳ء تک صرف عہ میں منگا لو

پیاری بہنوں یہ وہی نایاب تحفہ معجزنما چاول ہے جس کو لنڈن کے عجائب خانہ میں دیکھ کر صناعان یورپ بھی دنگ ہیں۔ اور جس کا ہدیہ پہلے لعہ تھا۔ آج تک اس کی تلاوت سوائے بادشاہوں کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔ جس نے ایک مرتبہ دیکھا۔ دنگ رہ گیا۔ اور تھوڑے عرصے میں ہزاروں سارٹیفکیٹ معزز بہنوں اور اسلامی بھائیوں نے مرحمت فرمائے میری خاص بہنوں کی متعدد تحریروں نے مجھ کو ایک مرتبہ اور رعایتی اعلان چھپوانے کے واسطے مجبور کر دیا ہے۔ لہٰذا میں اپنی اُن بہنوں کو جو پہلی اشاعت میں اس متبرک تحفہ کے حاصل کرنے سے محروم رہ گئی تھیں ایک عظیم الشان رعایت کی

خوشخبری سُناتی ہوں

کہ اعجاز نما چاول کا ہدیہ بجائے لعہ کے ۵ مئی تک پھر عہ کر دیا ہے۔ (جو محض ایک چاندی کی خوشنما ڈبیا اور ایک خوردبین جس سے حروف موٹے نظر آتے ہیں) وغیرہ وغیرہ کی قیمت ہے۔ بھیجوں گی۔ اور ایک درجن کی خریدار کو محصولڈاک بھی معاف کر دیا ہے۔ ہاں اگر اعجاز نما چاول پر سورۃ اخلاص کا کوئی حرف مع آپ کے نام کے صاف نہ پڑھا جائے۔ تو یہ معمولی قیمت عہ بھی واپس منگا لو۔ ۵ مئی کے بعد کے خطوں کی عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

(نوٹ) محصولڈاک کے واسطے ۴ کے ٹکٹ پیشگی بھیج دیں۔ تو بہتر ورنہ محصولڈاک وغیرہ کا صرفہ وی پی شامل کر دوں گی ٭

ملنے کا پتہ:- **الف خاتون قاضی اسٹریٹ امروہہ۔ ضلع مراد آباد**

فہرست کتب

یہ کتابیں دفتر تہذیب نسواں لاہور سے نقد قیمت آنے پر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل روانہ ہو سکتی ہیں۔

سوانح عمری آنحضرت ؐ۔ یہ مختصر سی کتاب آنحضرت ؐ کی سوانح عمری ہے۔ جو ایک برہمو سماج کے بزرگ واعظ نے حضرت کی خوبیاں ظاہر کرنے

عورتوں کی وفاداری

پر ناجائز اور شرمناک حملے

جناب اڈیٹر صاحبہ تسلیم+ ۱۲- اپریل کے تہذیب نسواں میں ایک مضمون بعنوان بیجا شکایت کا جواب میری نظر سے گذرا- حالانکہ میں کوئی مضمون نگار نہیں اور نہ مجھے اس خیال سے متذکرہ بالا مضمون پر نکتہ چینی کرنا منظور ہے- مگر میں یہ چند سطریں لکھنے پر اس وجہ سے مجبور ہوں- کہ بہن حناؔ موصوفہ نے اپنے شریفانہ اور وسیع خیالات کا اظہار کرکے عصمت مآب شریف زادیوں پر جو دلشکن حملے کئے ہیں- وہ ایسے نہیں ہیں- کہ کوئی عورت یا انصاف پسند طبیعت ٹھنڈے دل سے سُن سکے- اور خاموش رہے- بہن صاحبہ کی وہی مثل ہے- مصرعہ- او خویشتن گم است کرا رہبری کند؟ جب اُن کو یہی نہیں معلوم- کہ شریف عورتوں کا خاصہ طبیعت کیا ہے- تو ناحق اُنہوں نے ایسے مضمون پر قلم اُٹھانے کی زحمت گوارا کی+ یہ صرف انہیں کا ناگوار مشاہدہ ہو تو ہو- کہ شوہر کے انتقال کے بعد عدّت کے دن ختم ہونے پر آئے- اور بذریعہ اخبار و وسایل دیگر دوسرے مرد کی تلاش شروع ہوئی+

باوجودیکہ دولت موجود- جائداد موجود- صاحب اولاد بھی ہیں- اور کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں- مرد شہر کا ہو یا غیر شہر کا- کفو ہو یا غیر کفو- کچھ پروا نہیں- عقد ثانی ہو گیا- گویا تمنائے دلی بر آئی- اولاد کے چھوٹ جانے کی پروا تک نہ کی- اور اگر یہ صورت نہ ہوئی- تو شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر آوارگی میں مبتلا ہوئیں+ معاذاللہ آپ یہ شریف زادیوں کے اوصاف بیان فرما رہی ہیں- شرم بھی نہیں آتی شرافت کے نام پر سیاہی لگاتے+ قرآن شریف غیبت کی تو اس قدر سختی سے ممانعت فرماتا ہے- جیسا آپ تحریر فرما رہی ہیں- مگر کسی فرقہ پر بہتان رکھنا شاید آپ کے نزدیک ثواب دارین ہے- کیونکہ جو اوصاف آپ نے تحریر فرمائے- وہ تو ہرگز شریف زادیوں بلکہ شریف خیال عورتوں کے نہیں ہو سکتے+ ہاں- اگر آپ کے مشاہدہ میں آئے ہیں تو ہوں گے- پھٹکار ہے ایسی شرافت پر- جو نام کے شریف اور اصل کے ذلیل ترین ہوں+ شریف وہی ہیں جن سے فعل شریفانہ سرزد ہوں+ خدا کا شکر ہے کہ ہم لوگ آپ کے چشم دید واقعات کے تجربہ سے بالکل نابلد اور ناواقف ہیں- میرے تو چشم دید واقعات یہ ہیں- ایک نہیں صدہا ستم رسیدہ شریف خاتونیں جن کے مرحوم شوہر نے ایک حبہ نہیں چھوڑا تھا- وہ دوسرا گھر کرنے پر مشکل سے رضامند ہوتی ہیں- اپنا تن من اُس جانے والے کے نام پر فدا کرتی ہیں- جس کے ساتھ ایک مرتبہ اُن کا نام لیا جا چکا ہے+ تا زندگی وہ اپنی حسرتوں مسرّتوں اور خوشیوں کو مرحوم کے ساتھ

Taj Tahir Foundation

دفن کر دیتی ہیں + ہاں اگر خوش قسمتی سے جانے والے نے کوئی اپنی نشانی چھوڑی ہے۔ تو بے شک وہ اس بیچاری مصیبت زدہ کو نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ جس کو دیکھ کر وہ زندہ رہتی۔ اور اپنے پاش پاش شدہ دل کا مرہم بناتی ہے + اُسی پر اپنا دل وجان فدا کرتی۔ اور وہی اُس کے درد دل کی دوا ہے + دُنیا کی ہر ایک مسرت اسی پر سے قربان ہے + حالانکہ تنگدستی نے آگھیرا ہے۔ کمانے والا سرتاج تو اُٹھ گیا۔ کوئی ٹکڑا دینے والا تک نہیں۔ وہ سلائی کرے گی محنت مزدوری کرے گی۔ ہزار جتن کرے گی۔ خود تکلیف اُٹھا کر اپنے لخت جگر کی راحت کا سامان مہیا کرے گی۔ اور اس کلفت کو وہ دوسری صدر احتوں پر ترجیح دے گی +

اس میں شک نہیں۔ کہ ہمارے پاک مذہب نے ہم کو ہر قسم کی آزادی بخشی ہے۔ وہ نفس کشی کی ممانعت فرماتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس کو نفس کشی کا درجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ جیسا میں پیشتر لکھ چکی ہوں۔ یہ اپنی خواہشوں اور حسرتوں کو مرنے والے کے ساتھ دفن کر دیتی۔ اور یادِ رفتگاں سے اپنے دلوں کو معمور رکھتی ہیں + نوعمر اور کمسن لڑکیاں۔ جن کے کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ اکثر اُن کے ورثا خود لڑکا تلاش کر کے برادری ہی میں عقد ثانی کر دیتے ہیں۔ مگر نہ خدانخواستہ اس طرح پر جیسا کہ بہن صاحبہ فرماتی ہیں +

جناب من۔ یہ کون کہتا ہے۔ کہ مرد عقد ثانی نہ کریں۔ خدا نے اُنہیں چار کا حکم دیا ہے۔ تو وہ دس کریں۔ مگر بہن صاحبہ شرع شریف کو درمیان میں لاتی ہیں۔ تو صرف اپنی ہی سخن پروری پر کمربستہ نہ ہوں۔ قرآن مجید کا کھیل نہ بنا دیں۔ اس پر بھی غور کریں۔ کہ کس شرط کے ساتھ خدا نے عقد ثانی کی اجازت فرمائی ہے + اوّل تو سخت ترین شرط یہ ہے۔ کہ عدل کرو۔ نان نفقہ کا خیال رکھو۔ اور چال چلن درست رکھو + سو اول تو عدل ہی محال یا قریب قریب ناممکن ہے۔ دوسرے نان نفقہ کا خیال رکھنا بھی کارے دارد۔ کیونکہ زمانہ ایسا سخت آلگا ہے۔ ایک ہی بیوی اور بچّوں کا بار اُٹھانا مشکل ہے + فلاکت رسیدہ مسلمان تباہ و برباد پریشان حال پھر رہے ہیں۔ مالی حالت قابل بیان نہیں + ایک کا خرچ تو اُٹھالیں۔ تب چار کا بار اپنے سر اوڑھنے کی کوشش کریں + بچوں کی تعلیم وتربیت۔ اپنے فرائض کی پوری پابندی کوئی شریف خیال اور غیر تمند مردوں کے دل سے پُوچھے + بیچاروں کو کیا کچھ زحمتیں آج کل اس بارے میں پیش آرہی ہیں + وہ دن دور گئے۔ جب خلیل خاں فاختہ اُڑاتے تھے + اب تو ہر شخص اپنے اپنے حال میں مبتلا ہے + چار چار ذمہ واریاں رکھنا امر محال ہے + اگر

Taj Tahir Foundation

لوگ نفسِ احکام شرعی پر خیال نہ کر کے۔ اور ذمہ داری دُنیوی کو بالائے طاق رکھ کر صرف اپنے دل کی خوشی اور نفس پروری کا خیال کر کے چار شادیاں کریں۔ تو نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ بیویوں میں نفاق اور بچے حشرات الارض کی طرح پھریں گے+ اُن کی تعلیم و تربیت تو خاک بھی نہ ہو گی+ ہاں قوم میں بدکرداروں کی تعداد البتہ بیش ہوگی+

یہ آپ کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔ کہ مرد صرف بیوی کی بدسلیقگی۔ عدول حکمی یا اولاد کی ہی خاطر نکاح ثانی کرتے ہیں+ نہیں بلکہ زیادہ تر نفس پروری کے خیال سے۔ اور بیچاری عورتوں کو بے زبان اور بے جان سمجھ کر اُن پر کوئی نہ کوئی الزام عاید کر دیتے ہیں+ میں نے اپنی آنکھوں ایسے متعدّد واقعات دیکھے ہیں۔ کہ خوب صورت۔ سلیقہ مند۔ بال بچّہ دار بیویاں تو گھر کی چار دیواری میں اُن کا نام لئے بڑی سختیاں جھیل رہی ہیں اور میاں دوسری بیوی کے ساتھ براج رہے ہیں+ کبھی ہفتوں یا مہینوں کے بعد کچھ خیال آیا۔ اور گھر کی طرف آ نکلے۔ تو نیک دل عورت نے عید کا چاند سمجھ کر اُن کی آؤ بھگت کی+ باوجود اس ظلم تشدّد کے بھی شوہر کا نخل محبّت نیک نفس دیوی کے دل میں باقی ہے+ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتی مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ اور بہن صاحبہ سے خواستگار معافی ہوں+ وہ میری تحریر کو دیکھ کر برافروختہ نہ ہوں۔ کیونکہ میں نے بھی اپنے مشاہدہ سے مطلع کیا ہے۔ تاکہ دوسرا رُخ بھی اس تصویر کا جو اُنہوں نے کھینچی ہے لوگوں کے پیش نظر ہو۔ اور وہ اتّہام جو ہندوستانی عصمت مآب بہنوں پر لگائے گئے ہیں۔ اُن سے غلط فہمی واقع نہ ہو۔ کیونکہ ہندوستان سے ہماری حکومت گئی۔ جاہ و حشم گیا۔ صرف ایک مایہ ناز باعثِ فخر پیاری اور جان سے زیادہ عزیز عصمت اور وفاشعاری ہے جس کا مقابلہ دُنیا کے کسی بہترین حصّہ میں کوئی فرقہ شاید مشکل سے کر سکے۔

اور خدا کرے کہ ہم اس باقی ماندہ بساط کو تا ختم تاریخ دُنیا اپنے میں قایم رکھ سکیں۔ آمین+

راقمہ بیگم ح۔ ا۔ از محمود آباد

افتتاح مُسلم گرلز اسکول لکھنؤ

مُسلم گرلز اسکول لکھنؤ کی رسم افتتاح جناب لیڈی میسٹن صاحبہ کے دست مبارک سے ۲۸ مارچ کو عمل میں آئی+ مدرسے کا مکان عمدہ طور سے آراستہ کیا گیا تھا+ بالاخانے کے صحن میں نمگیرہ چائے نوشی کے لئے لگایا گیا نیچے سُنہرا شامیانہ لگا تھا۔ اور سُنہری چتر دار خوشنما کرسی لیڈی میسٹن صاحبہ کے رونق افروز ہونے کے لئے بچھی تھی+ تیس یورپین لیڈیز اور سَو مسلمان خواتین شریک جلسہ تھیں+ بعض خواتین تو اس خیالات کی تھیں۔ جو عام مقامات پر آنے

Taj Tahir Foundation

جانے کو کسرِ شان سمجھتی ہیں۔ ۴ بجے سب بیگمات تشریف لائیں۔ اور ٹھیک ۵ بجے لیڈی میسٹن صاحبہ نے قدم رنجہ فرما کر جلسے کی زینت کو دوبالا کیا + جناب لیڈی میسٹن صاحبہ کا استقبال پھاٹک اول پر لیڈی پرنسپل مس آمنہ پوپ صاحبہ نے اور دوسری پھاٹک پر معلمات نے اور تیسری پھاٹک پر سب بیگمات نے بہت خوشی کے ساتھ کیا +

لیڈی میسٹن صاحبہ کے جلوہ افروز ہوتے ہی لیڈی پرنسپل صاحبہ نے ایک بہت اچھا ایڈریس جو ایک ریشمی پارچہ پر سنہری حروف سے چھپا ہوا اور چو گرد سنہری کارچوبی کام کا بنا ہوا تھا پڑھا۔ اور پڑھنے کے بعد ایک بڑے خوش وضع چاندی کے صندوقچے میں بند کر کے لیڈی میسٹن صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا جس کو لیڈی میسٹن صاحبہ و حاضرین جلسہ نے بہت رغبت سے سُنا اور پسند کیا۔ اس کا ترجمہ انشاء اللہ آیندہ ہفتہ میں روانہ کروں گی۔ اس ایڈریس کے اختتام پر ایک عمدہ تقریر لیڈی میسٹن صاحبہ نے پڑھی۔ جو بہت شوق و گرمجوشی کے ساتھ سُنی گئی + اس تقریر کے اختتام پر لیڈی میسٹن صاحبہ سے لیڈی پرنسپل صاحبہ نے اسکول کی افتتاح کرنے کی درخواست کی جس کو کہ انہوں نے بہت مسرت سے قبول کیا۔ اور سبز ریشم کا پردہ جس کے پیچھے سب لڑکیاں بیٹھی تھیں اٹھا دیا +

سب طلبا نے باہم استادہ ہو کر تسلیم عرض کی + لیڈی میسٹن صاحبہ نے اسکول کو بہت پسند کیا۔ اور لڑکیوں سے کچھ تعلیم کے بارے میں گفتگو کی۔ اور اپنی جگہ پر واپس تشریف لے گئیں۔ اور ایک چھوٹی لڑکی نے نظم مبارکباد مولانا صفی کی نظم کی ہوئی سُنائی + دوسری لڑکی نے انگریزی ڈرچ ڈال کی پوئیٹری کہی۔ پھر سب لڑکیوں نے جو چھوٹی چھوٹی تھیں۔ کنڈر گارٹن کا کھیل کھیلا۔ اور ایک لڑکی نے ترانہ اقبال پڑھا + بعد ازاں ایک چھوٹی خوبصورت تقریباً ڈھائی برس کی عمر کی لڑکی نے گلاب کے پھولوں کے گلدستہ لیڈی میسٹن صاحبہ کی خدمت میں گذرانا + لیڈی میسٹن صاحبہ نے اس کو ہچکچاتے دیکھ کر خود چند قدم آگے تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمائی۔ پھر لیڈی میسٹن صاحبہ نے طلباء کی ماؤں سے مصافحہ کیا۔ اور سارا مدرسہ ملاحظہ کرنے کو تشریف لے گئیں + بعد ملاحظہ سب حاضرین جلسہ کے ساتھ چائے نوشی کی۔ اور ہمارے اسکول سے از حد مسرور ہو کر واپس تشریف لے گئیں + ۶ بجے اس جلسہ کا اختتام ہوا +

ساری بیگمات لیڈی پرنسپل صاحبہ کی خوش انتظامی کی مدح خوان ہو کر واپس گئیں + ہم نہیں جانتے۔ کہ بہن عطیہ فیضی صاحبہ کا کن الفاظوں میں شکریہ ادا کریں۔ جن کی کوششوں سے

Taj Tamir Foundation

ہم کو ایسی فرشتہ رحمت پرنسپل حاصل ہوئیں۔ بہن عطیہ فیضی صاحبہ ہی مس پوپ صاحبہ کے ہندوستان آنے کی باعث ہوئیں۔ واقعی ہم سب مسلمانوں پر از حد عنایت کی جس کی ہم سب نہایت شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کار خیر کا اجر عطا فرما دے۔

بنت سید محمد صاحب۔ لکھنؤ

انعامی کتابیں

صوبہ بہار کی لڑکیوں کے لئے

جناب اڈیٹر صاحبہ تہذیب نسواں۔ السلام علیکم۔ میرا خیال ہے۔ کہ آپ کا اخبار متعدد بہاری اور اڑیہ لڑکیوں کی نظر سے گزرا کرتا ہے۔ اس لئے اُن کی اطلاع کے لئے چند سطریں ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ اُمید کہ درج اخبار فرما کر آپ مجھے مرہون منت کریں گے۔

عرصہ سات سال سے بہاری طلبا نے اپنی تعلیمی معاشرتی اور اخلاقی ترقی اور بہبود کے لئے ایک کانفرنس قایم کر رکھی ہے۔ جو ہر سال اس صوبے کے کسی بڑی جگہ میں اپنا اجلاس منعقد کرتی ہے چنانچہ اس قلیل زمانے میں پٹنہ۔ بھاگل پور مظفر پور۔ گیا۔ آرہ۔ چھپرہ اور موتیہاری میں اس کے اجلاس ہو چکے ہیں۔ اور عالیجناب آنریبل مسٹر جسٹس سید شرف الدین جج کلکتہ ہائی کورٹ مسٹر دیپ نراین سنگھ بیرسٹرایٹ لا سابق ممبر بنگال لیجسلیٹو کونسل مسٹر پرمیشور لال ایم اے بیرسٹرایٹ لا۔ آنریبل مسٹر جسٹس سید حسن امام جج کلکتہ ہائی کورٹ مسٹر سچدانند۔ اسہا بلیر بیرسٹرایٹ لا سابق ممبر امپریل لیجسلیٹو کونسل اور اڈیٹر ہندوستان ریویو۔ آنریبل بابو براجکیشور پرشاد ایم اے بی ایل ممبر بہار و اُڑیسہ لیجسلیٹو کونسل اور آنریبل مسٹر مدھو سودھن داس ایم اے بی ایل۔ سی آئی ای ممبر امپیریل لیجسلیٹو کونسل جیسے نامور حضرات نے اپنی اپنی صدارت سے اس کانفرنس کو عزت بخشی ہے۔ اس سال اس کا انعقاد مونگیر میں قرار پایا ہے۔ وہاں کے طلباء کی سرگرمی اور جوش سے بھی اُمید ہے۔ کہ کانفرنس کو کامیابی ہی نصیب ہوگی۔

ہر اجلاس میں بہاری طلبا کی ایک کثیر جماعت اکٹھی ہوتی ہے۔ جو اپنی ترقی کے ذرائع سوچتی۔ اور اُن پر کاربند ہوتی ہے۔ شراب خواری اور سگرٹ اور تمباکو نوشی سے پرہیز کرنا۔ کم سنی میں شادی بیاہ سے احتراز کرنا۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنا۔ مستورات کے درمیان سرگرمی سے تعلیم پھیلانا اس کانفرنس میں شریک ہونے والوں کے فرایض منصبی میں سے ہیں۔

اس کانفرنس کی انتظامیہ جماعت کا نام بہاری سٹوڈنٹس سنٹرل ایسوسی ایشن (بہاری طلبا کی مرکزی انجمن) ہے۔ منجملہ اَور کاموں کے اس کا

ایک یہ کام بھی ہے۔ کہ ہر سال مضمون نگاری موسیقی۔ تلفظ۔ نقش ونگاری۔ سینا پرونا اور زردوزی وغیرہ اور قرأت کے لئے اس علاقے کے لایق اور مستحق طلبا کو کتاب یا تمغہ کی صورت میں انعامات تقسیم کرے۔ چنانچہ اس سال بھی بہتیرے انعامات دئے جانے والے ہیں*

خاص لڑکیوں کے لئے مندرجہ ذیل انعامات ہیں:۔

تعلیم نسوان پر بہترین مضمون لکھنے کے لئے۔ دس روپے کی کتابیں۔

نقش ونگاری (ڈرائنگ وپینٹنگ) میں بہترین نمونے کے سات روپے کی کتابیں۔

سینا پرونا۔ زردوزی۔ گلوبند بننا وغیرہ۔ بہترین نمونے کے لئے اول انعام۔ ۸ روپے کی کتابوں کا۔ اور دوم انعام۔ ۶ روپے کی کتابوں کا*

جو لڑکیاں ان مقابلوں میں داخل ہونا چاہیں وہ اپنا اپنا مضمون یا کام ۱۵۔ اگست ۱۹۱۳ء تک میرے پاس بھیج دیں۔ لیکن مندرجہ ذیل مضمون کا سارٹیفکیٹ سرپرست خاندان کا دستخطی ہمراہ آنا چاہیئے:۔

"مقابلہ کرنے والی لڑکی صوبہ بہار یا اڑیسہ کی رہنے والی ہے۔ اور اُس نے اپنی قابلیت سے مضمون لکھا ہے۔ یا زردوزی وغیرہ کا کام بنایا ہے"*

مقابلہ کرنے والی لڑکیوں کو لازم ہے۔ کہ وہ ایک علیحدہ کاغذ پر اپنا اور اپنے سرپرست خاندان کا نام اور پتہ صاف طور سے لکھیں۔ اگر اپنا نام مخفی رکھنا مقصود ہو۔ تو کوئی فرضی نام یا نشان لکھیں۔ لیکن سرپرست خاندان کا نام اور پورا پتہ ضرور لکھیں*

راقم سید ابو نصر محمد عمر بہاری
جائنٹ سکرٹری
بہاری سٹوڈنٹس سینٹرل ایسوسی ایشن
چوہٹہ۔ ڈاک خانہ مرادپور۔ ضلع پٹنہ

سادات گرلز سکول پٹیالہ

مجھے بیگم خلیفہ سید حامد حسن کی تحریر پڑھ کر اس بات کے معلوم ہونے سے بہت خوشی ہوئی۔ کہ ان کی کوشش سے لڑکیوں کا ایک اور مدرسہ پٹیالہ میں قایم ہوگیا۔ خدا تعالیٰ اس میں کامیابی بخشے۔ مگر مجھے اس بات کا افسوس ہے۔ کہ بیگم صاحبہ موصوفہ نے واقعات کے بیان میں کسی حد تک بے جا مبالغہ سے کام لیا ہے۔ یہ غلط بیان کیا گیا ہے۔ کہ پٹیالہ میں مسلمان لڑکیوں کے صرف دو سکول تھے۔ بلکہ بیگم صاحبہ کے پٹیالہ میں آنے سے پیشتر چار سکول موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ اور ان سب میں سیدوں کی لڑکیاں پڑھتی تھیں خصوصاً اس گرلز سکول

میں جو سیف آبادی دروازے میں واقع ہے یہ بھی خیال نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان سکولوں میں سیدوں کی لڑکیاں نہ ہونے سے شاید شیعہ لڑکیاں مراد ہوں۔ کیونکہ شیعہ لڑکیاں بھی برابر پہلے سے تعلیم پا رہی ہیں۔ چنانچہ اسی اسکول سے ایک شیعہ لڑکی نے ۱۹۱۱ء میں مڈل بھی پاس کیا تھا۔ اور وہ لڑکی اب بفضلہ اسی اسکول میں اُستانی کی خدمت پر مامور ہے

ان حالات میں یہ بات نہایت تعجب کی ہے۔ کہ بیگم صاحبہ موصوفہ نے اپنے مضمون میں یہ خلاف واقع باتیں کیوں لکھیں۔ کہ ان سکولوں میں کوئی سید و شریف خاندان اپنی لڑکیوں کو بھیجنا پسند نہیں کرتا۔ اور پٹیالہ میں صرف دو مدرسے لڑکیوں کے تھے+ اس کی وجہ سوا اس کے اَور کیا متصوّر ہو سکتی ہے۔ کہ بیگم صاحبہ موصوفہ تمام سکولوں پر خاک ڈال کر پٹیالہ میں تعلیم نسواں کے بانی ہونے کی عزّت سراسر خود حاصل کرنا چاہتی ہیں+ اُنہوں نے ایک نیا مدرسہ قایم کیا+ یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ اور نہایت تعریف کا کام ہے۔ مگر نئے سکول کی بانی کے لئے دوسرے سکولوں کی بُرائی کرنا۔ اور اُنہیں ذلیل کرنا ضرور نہ تھا+ غضب تو یہ ہے کہ اپنے سکول کا حال بھی صحیح نہیں لکھا۔ وہ اس میں ۲۵ لڑکیوں کا ہونا بیان کرتی ہیں۔ مگر میں تو وہاں ۱۳ سے زیادہ سیدوں کی لڑکیاں نہیں پاتی ہوں+

مجھے بیگم صاحبہ معاف فرماویں گی۔ کہ میں نے ان کے بیان پر نکتہ چینی کی۔ واقعی دوسرے سکولوں کی بابت ناحق کی غلط بیانی سے میرا دل بہت کڑھا۔ اور مجبوراً مجھے صحیح واقعات بتانے پڑے+

راقمہ ک۔س۔ پٹیالہ

اڈیٹر۔ سب بہنوں کو تعلیم نسواں کی ترقی میں دل سے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس نیک کام کے لئے اس قدر وسیع میدان موجود ہے۔ کہ دوسروں کو بُرا کہے بغیر بخوبی عزّت و ناموری حاصل ہو سکتی ہے+ بہن ک۔س کو بھی اس قدر ہندی کی چندی نہیں نکالنی چاہیئے تھی۔ مسنر حامد حسین صاحبہ نے سکولوں اور لڑکیوں کی تعداد شاید اندازے سے لکھ دی ہوگی+

ترکوں کے ساتھ ہمدردی

اڈریانوپل اور سقوطری کی تسخیر سے تمام مسلمانان ہندوستان کے دلوں میں سخت افسردگی پیدا ہو گئی ہے۔ اور جس جوش سے سب مسلمان مصیبت زدہ ترکوں کو مدد دے رہے تھے۔ وہ جوش سرد پڑ گیا ہے۔ اور چندہ بہت تھوڑی مقدار میں آنے لگا ہے۔ بلکہ دولت عثمانیہ کے لئے جو بذریعہ خرید تمسکات زر قرضہ دینے کے ارادے وسعت

کے ساتھ تھے۔ وہ بدلے ہوئے پائے جاتے ہیں + حیرت و تعجب تو یہ ہے۔ کہ بعض بعض جگہ مسلمانوں میں اس امر پر گفتگو کی جاتی ہے۔ کہ ٹرکی میں جمہوری سلطنت قایم ہونے سے سلطان کا درجہ خلیفۃ المسلمین کا باقی نہیں رہا۔ کیونکہ اب جو کچھ ہوتا ہے۔ غلبہ رائے پارلیمنٹ سے ہوتا ہے۔ اور پارلیمنٹ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہیں +

یہ خیالات اور وسوسے ہماری بربادی کی نشانی ہے۔ میری بہنوں۔ اپنے نیک خیالات کو ان بیہودہ وسوسوں سے نہ دباؤ۔ اور اللہ کا نام لے کر جو کام شروع کیا ہے۔ اس میں بدستور لگی رہو + اگر ترکوں کو شکستیں ہوئی ہیں۔ تو ان کی مصیبت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اس لئے انہیں اب پہلے سے بھی زیادہ ہماری مدد اور ہمدردی کی ضرورت ہے + مسلمانوں کو حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے۔ وہ مجروحین کی امداد اور قرض حسنہ دینے کی کارروائی برابر سرگرمی کے ساتھ جاری رکھیں۔ اور دعا کرتی رہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ ہم گنہگاروں پر رحم فرمائے +

خاکسار صغیر فاطمہ دختر غلام قادر خاں لکھنو

عبرت انگیز موت

ہم نہایت افسوس کے ساتھ بہن صغیر النساء کا مفصلہ ذیل خط یہاں درج کرتے ہیں :-

جناب مولوی صاحب قبلہ تسلیم + افسوس صد افسوس میرا تین مہینے کا خاصہ تندرست و توانا بچہ سید محمد غفران الاؤ کے دھوئیں سے گھٹ کر قضا کر گیا + گیارہ بجے رات کے میں نے بچے کو دودھ پلا کر گھر میں سلایا۔ اور خود بھی سو گئی + اس اثنا میں ایک عورت نے میرے سرہانے اوکھ کی کھوئی کا الاؤ سلگایا۔ اس وقت ہوا بھی بند تھی + تین بجے میری آنکھ کھلی۔ تو بچے کو بے حس پایا۔ آنکھ بھی بند۔ منہ بھی بند + معلوم ہوتا تھا۔ کہ بچہ سو رہا ہے + دل کی حرکت بھی بند معلوم ہوتی تھی۔ نبض بھی ساقط تھی چندیا دھس گئی تھی۔ حکیم بلایا گیا۔ اور انہوں نے نبض بحال کرنے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دھواں میرے پیارے بچے کے لئے کلوروفارم کا کام کر گیا۔ اور میری گود کو ہمیشہ کے لئے خالی کر دیا +

راقمہ صغیر النساء۔ قطب چھپرہ

کوئلے کے زہر سے ڈرنا چاہیے

بہن صغیر النساء کے بچے کا دردناک واقعہ ایک مثال ہے منجملہ ایسے افسوسناک واقعات کے جو بے احتیاطی کی وجہ سے ہمارے ملک میں ہمیشہ وقوع میں آتے رہتے ہیں + جن گھروں میں کوئلے

اور اُن کے ذریعے صداقت کو جو ترقی ہوئی ہے اُس کی شکر گزاری میں، یہ کتاب لکھی ہے۔ یہ بزرگ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے باوجود غیر مسلم ہونے کے پیغمبر اسلام کی اس زور سے تائید کی ہے چھوٹی تقطیع ۴۲ صفحے۔ قیمت ۵؍

فارسی آموز۔ لڑکے اور لڑکیوں کو فارسی سیکھنے میں اس کتاب سے بہت مدد ملتی ہے۔ قاعدے مختصر و آسان کر دئیے ہیں۔ ۲؍

تاج پھول۔ چھوٹے بچوں کے لئے نصیحتوں کے نہایت آسان سبق جو وہ بے مدد اُستاد کے خود پڑھ سکیں۔ ۲؍

چند پند۔ بچوں کے لئے آداب مجلس وغیرہ مفید اخلاقی سبق۔ مع مختصر حالات دُنیا۔ ۴؍

منتخب الحکایات۔ اس میں تقریباً ۸۰ حکایتیں ایسی درج کی گئی ہیں۔ جو بچوں کے لئے موجب تفریح ہیں۔ اور ہر ایک سے نہایت نتیجہ خیز نصیحت نکلتی ہے۔ ۴؍

مرآۃ العروس۔ اصغری اکبری کا دلچسپ قصہ تعلیم خانہ داری کے لئے نہایت مفید۔ ۵؍

محصنات۔ لڑکیوں کو دلچسپ قصے کے پیرایہ میں دکھایا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنے میں کیا کیا قباحتیں ہیں۔ قیمت ۱۰؍

بنات النعش۔ لڑکیوں کو سلیس طور پر علمی باتیں سکھانے کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ نہایت مفید ہے۔ ۵؍

عذرا۔ حنیف و امین افریقہ کے لق و دق جنگلوں میں ایک عجیب و غریب دَل دَل پار ایک عورت کے ملک میں پہنچے۔ جو ہزار سال سے زندہ چلی آتی تھی۔ اور آگ کے شعلوں میں نہایا کرتی تھی۔ نہایت دلچسپ سفرنامہ۔ قیمت عص؍

زرتشت نامہ۔ مشہور بانی مذہب پارسی کے واقعات زندگی۔ قابل دید۔ عص؍

مصباح القواعد صرف و نحو اُردو کے قواعد کی ایک جدید مفید کتاب۔ انجمن ترقی اُردو کی انتخاب اور پسند کی ہوئی گریمر۔ عص؍

سیاک و نماک۔ پروفیسر آزاد کے عالمانہ خیالات کی افسوسناک اُلجھن ہے۔ ۸؍

ترجمان پارسی۔ اس زمانے کے ایرانیوں کی بول چال سیکھنے کے لئے بہت مفید۔ ۶؍

فرانسیسی معلّمہ۔ ایک نہایت دلچسپ ناول جس سے تربیت اولاد کا اعلےٰ سبق ملتا ہے۔ ۸؍

آداب اہل مغرب۔ انگریزوں سے میل جول کے طریقے۔ جن کی آج ہندوستانیوں کو ضرورت ہے۔ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج کئے ہیں قیمت عہ؍

لغات فارسی۔ فارسی لفظوں کے معنی معلوم کرنے کی آسان کتاب۔ قیمت ۱۰؍

سچّے موتی۔ نہایت مؤثر دلچسپ اخلاقی نظموں کا مجموعہ۔ ۸؍

امتیاز پچیسی۔ پچیس چھوٹی نہایت سادہ سلیس

Taj Tahir Foundation

کہانیاں جنہیں چار سال کی عمر کے بچّے بخوبی
سمجھ سکتے ہیں۔ باتصویر ۴ر
دلپسند کہانیاں۔ جو دہلی کے شرفا میں چھوٹے
بچوں کو سُنانے کے لئے ایک خاص مقررہ زبان
میں مشہور چلی آتی ہیں۔ معہ تصاویر ۱۲ار
ناچ گیت ننھے بچّوں کے لئے نہایت آسان
گیتوں کا مجموعہ۔ بہت دلچسپ اور دلکش ۔۲ر
پان کی گلوری۔ چند ورق کی ایک چھوٹی سی
بہت دلچسپ نظم پان کی تعریف میں ۔ ار
صبح ملال و شام غم۔ یعنی ایک یتیم بچّے کی کہانی

دردناک سرگزشت۔ قصّہ نہایت دلچسپ و عبرت خیز
از احمد حسین خاں بی اے۔ قیمت ۶ر
رسوم دہلی۔ دہلی کی رسومات بیاہ و شادی کا
دلچسپ قصّہ۔ قیمت ۴ر
اختر النساء بیگم۔ ایک تعلیم یافتہ سُگھڑ لڑکی کا قصہ
جس نے اپنے باپ کی غلطی اور سوتیلی ماں کی دُشمنی
سے سخت مصیبتیں جھیلیں۔ اور آخر اپنی تعلیم کی
مدد سے سب مشکلات پر فتح پائی۔ بہت دلچسپ
قصّہ۔ کہ شروع کرکے چھوڑنے کو دل نہ چاہے۔ از
بنت نذر الباقر صاحبہ۔ قیمت عہ

کیا آپ اس بچّہ کی طرح اپنے لڑکوں
کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں؟
ہاں وہ بھی ایسا ہی تندرست رہ سکتے
ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹر ایس کے برمن کا
لال شربت استعمال کرائیں۔
بچوں کے لئے ایک ہی دوا ہے۔ اس سے
ان کی قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ کھانا ہضم
ہو کر جزو بدن ہوتا ہے۔ خون گاڑھا ہوتا
ہے۔ بچّوں کی ہڈی سخت ہوتی ہے۔
جسم قوی ہوتا ہے۔ کف کھانسی بدہضمی
اور سینہ کی کمزوری و لاغری دفع ہوتی
ہے اور پرسوتیوں کا خون اور طاقت
بڑھاتی ہے۔
قیمت شیشی ۱۲ار۔ ڈاک محصول ۴ر
پوری حالت فہرست بلاقیمت منگوا
کر دیکھیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کلکتہ

(از دفتر تہذیب نسواں لاہور باہتمام سید ممتاز علی مالک و منیجر شایع ہوا) (مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور باہتمام عبد الحق)